Registered.

L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۵ | لودیانہ بروز جمعہ ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۰۹ع | جلد ۲۸

* زبان سب کی ایک ہی ہو صرف حروف میں فرق ہو دیہات کے کام کیلئے بہت مفید ہے

اِصلاح! اِصلاح!! اصلاح!!!

کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے اِصلاح کے متعلق چھ ضروری اور مفید کتابیں شایع کی گئی ہیں ان مفید رسالوں کو ہر ایک حب الوطن ہر ایک طالب علم کو ہر ایک سناو بلکہ ہر ایک کو جو اُردو پڑھ سکتا ہے پڑھنا چاہیئے +

۱۔ اصلاح حفظ صحت

اس میں حفظ صحت کے قواعد پر عمل کرنے کے فواید بیماری سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں حفظان صحت کی ترقی کیلئے کوشش اور ضروری تجاویز وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے قیمت ا؍

۲۔ زراعتی اِصلاح

اس میں ہندوستان کی زمین اور زمیندار۔ گورنمنٹ کا فرض تعلیمیافتہ ہندوستانیوں کا فرض۔ ہندوستانی علم نباتات اور فن باغبانی کے علاوہ بابو ایس پی چٹرجی۔ سرجان بنیکر کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ا؍

۳۔ صنعت و دستکاری کی ترقی

اس میں تمہید کے بعد صنعت و دستکاری کی ترقی کے متعلق روئی کے کارخانوں۔ صنعت جوٹ۔ بافندگی ریشم کی پیداوار دباغی۔ لوہے کے کارخانوں۔ ساخت شیشہ اور دیگر مصنوعات۔ مصنوعات ہند کی ترقی کے علاوہ مسٹر جے۔ این ٹاٹا موجد صنعت ہند کے اعلیٰ کپتان۔ راجہ رام موہن رائے اور بحری سفر اور مشہور پارسی سرجاست جی جی جی بھائے کا احوال بیان کیا گیا ہے قیمت ۲؍

۴۔ افلاس ہند کے قابل علاج واسباب

تمہید کے بعد اُن اسباب کا بیان کیا گیا ہے جو لوگوں کی عادت سے متعلق ہیں مثلاً شادیوں اور شرادھوں کے موقع پر فضول خرچی مقروض ہونے کی طرف میلان۔ قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں روپیہ کو منافع پر لگانے کے بجائے زیورات میں بند کر رکھنا نامناسب خیرات ناعاقبت اندیشانہ اور لاپرواہی کی شادی۔ افیون گانجہ اور شراب قیمت ا؍

۵۔ اصلاح تمدن

اس میں تمدن کے متعلق تمام ضروری اصلاح طلب امور کا ذکر اور ہر ایک امر کے متعلق مشہور ریفارمر کا بیان کیا گیا ہے اور ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے۔ قیمت ۵؍

۶۔ اصلاح اخلاق

اس میں راست گوئی۔ پولیس پاک دامنی ٹیمپرنس۔ اخلاقی دلیری وغیرہ کا مفصل بیان کرکے اُن کے متعلق اصلاحوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ قیمت ۴؍

دلچسپ کہانیاں

۱۔ رام پال سنگھ اردو ۴؍ رومن ۸؍
۲۔ چندر لیلا " ۲؍ مجلد ۶؍
۳۔ عزت ہمیشال " ۳؍ " ۵؍
۴۔ تلاش حق اردو ۳؍ مجلد ۴؍
۵ شریف بیبیاں " ۲ " ۶؍
۶۔ حالات جاپان " ۲ " ۸؍
۷۔ دولت لازوال " ۲ " ۵؍ و ۸؍

متفرق کتابیں

۸ سیر ہند بالتصویر نیا ایڈیشن ۴؍
۹ مسیح کی تعلیم اردو ۴؍ رومن ۸؍ مجلد ۱۲؍
۱۰ ہدایت تیمارداران ۴؍
۱۱ کشف الحقائق ۸؍
۱۲ رسالہ شادی ا؍
۱۳۔ آواگون یا آئندہ زندگی ۲؍
۱۴۔ وشنو کے دس اوتار ۲؍
۱۵۔ رشیوں کے آبائی وطن ۲؍ ۱۶۔ دیگر تصنیفات

ملنے کا پتہ

تمام کتابیں ریلیجس بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی پی پیکٹ یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں



نورافشاں

لودیانہ جمعہ ۔ ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء

اس ہفتے سے ہم "سلطان" کے عنوان سے ایک دلچسپ قصہ چھاپنا شروع کرتے ہیں۔ یہ قصہ کسی انگریزی قصے کا ترجمہ نہیں ہے اس میں مصنف نے اس ملک کی دینی حالت اور مسیحی ہونے کی مشکلات اور تجربوں کا بیان نہایت عمدہ طور پر قصے کے پیرایہ میں کیا ہے یقین ہے کہ اس سے نورافشاں کے تمام ناظرین فائدہ حاصل کرینگے۔

ڈاکٹر گریرسن صاحب ایک انگریزی رسالے میں ہندوستانی ریفارمروں کی نسبت اپنے مضامین کا سلسلہ ختم کرکے نتیجے کے طور پر لکھتے ہیں کہ راما نند، کبیر اور تلسی داس کے فرقوں کی طاقت اور اثر کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے مردہ زبان سنسکرت کو چھوڑ کر اپنے زمانہ کی مروجہ زبانوں کو استعمال کیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ وہ مذہب جس کا تعلق لوگوں کی مروجہ زبان سے کٹ جاتا ہے اُس کی تاثیر بھی لوگوں کے اوپر نہیں رہتی۔ ان تین ریفارمروں نے دیکھا کہ ہندو مذہب مردہ ہوکر سنسکرت کی قبر میں مدفون ہوچکا ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے زمانہ کے لوگوں کی مروجہ بولی میں اپنا اپنا پیغام سنایا اور اُنکا مذہب ابتک بھی زندہ ہے کیونکہ وہ زبان جس میں اُنہوں نے اُس کو شائع کیا ابتک بھی جاتی ہے۔ گنگا کی تمام وادی اور اُس کے پار تلسی داس کی رامائن کو لوگ اس طرح جانتے ہیں جس طرح انگلستان میں بائبل کو۔ ڈاکٹر گریرسن صاحب کا یقین ہے کہ کبیر اور تلسی داس نے اس عقیدے کو کہ رحیم پرماتما نے دنیا کو گناہ سے بچانے کے لئے رام میں اوتار لیا نسطوری مسیحیوں سے سیکھا تھا خواہ یہ عقیدہ کہیں سے حاصل کیا گیا ہو۔ مگر یہ سچ ہے۔ کہ تلسی داس کی تعلیم سے شمالی ہند کے لوگوں کو بڑا فائدہ پہونچا کیونکہ اس سے لوگوں نے کم از کم یہ تو سیکھا ہے کہ بنی آدم پر اندھی قسمت حکومت نہیں کرتی۔ بلکہ خدا ہے جو اپنے ہر ایک عابد کو جانتا اور پیار کرتا ہے حکومت کرتا ہے۔

برہما آئل کمپنی کے ایک جہاز بنام ایس ایس سیرن کے کپتان نے سمندر میں سفر کرتے ہوئے اکیاب سے ۱۵۲ میل کے فاصلے پر چٹاگانگ کے دو آدمیوں کو ایک کشتی میں پایا۔ ان شخصوں نے چھ روز سے کچھ نہیں کھایا تھا اور وہ بہت ہی کمزور ہو چکے تھے۔ ان کا حال اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ دونوں چٹاگانگ سے اکیاب کو جا رہے تھے۔ تو راستے میں طوفان نے گھیر لیا۔ جد و جہد اور کوشش کرکے وہ ایک دفعہ اکیاب کے نزدیک پہونچ گئے۔ مگر بدقسمتی سے کشتی اُلٹ گئی۔ جب موسم اچھا ہوتا ہے تو کشتیاں چٹاگانگ سے اکیاب تک تین دن میں آ جا سکتی ہیں۔ لیکن اس وقت موسم بہت طوفانی تھا اور خلیج میں بھاری طوفان آ رہا تھا ایسے وقت میں کوئی شخص پار جانے کی کوشش نہیں کرتا۔ مگر ان شخصوں نے خطرے کو نہ سمجھ کر عبور کرنے کا ارادہ کیا ۱۳ جنوری کو جب اکیاب سے روانہ ہوئے تو اُمید کے برخلاف سخت طوفان کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لہریں بجائے کم ہونے کے زیادہ زوردار اور اونچی ہوتی گئیں۔ اپنی جانوں کے بچانے کے لئے بڑی جد و جہد کی اور لاچار خشکی تک پہونچنے سے نااُمید ہوکر مایوس ہوگئے لیکن پھر بھی کوشش کرتے رہے سات یا آٹھ روز تک لہروں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد اکیاب کا لائٹ ہوس نظر پڑا جس سے کچھ ڈھارس باندھ کر کوشش کرکے اکیاب سے ۴ میل کے فاصلے تک پہونچ گئے اس وقت زوردار لہر نے کشتی کو جا لیا اور وہ اُلٹ گئی۔ خوش قسمتی سے وہ چوٹ سے محفوظ رہے اور پانی سے نکلتے ہی ہاتھ کشتی کو پڑ گئے اور تمام رات کشتی کیساتھ لٹکتے رہے۔ اگرچہ وہ اسقدر عرصے کی کشمکش سے تنگ تو آ گئے تھے اور مچھلیوں کا لقمہ ہوجانے کا بھی اندیشہ تھا۔ اُسی حالت میں صبح نمودار ہوئی اور سمندر بھی کچھ نیوا ہو گیا جوں توں کرکے انہوں نے کشتی کو سیدھا کیا لیکن زوردار لہر کے باعث کشتی دور سمندر میں بہہ گئی۔ اور وہ خشکی سے بہت دور چلے گئے۔ اُن کے پاس نہ کوئی چپو اور نہ ہی خوراک اور نہ ہی پانی تھا۔ مگر خوش قسمتی سے عین اس وقت بارش شروع ہوگئی جس سے انہوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ اور ایس ایس سیرن نامی جہاز وہاں آ پہونچا جس نے اُنکو بچا لیا۔

پیرس کے ایک اخبار میں ایک ملاح بنام جیمس برٹلی کا عجیب تجربہ شائع ہوا ہے جو یونانبی کے تجربہ سے ملتا جلتا ہے ۲۵ اگست ۱۸۹۵ء کو ایک جہاز بنام سٹار آف دی ایسٹ سمندر میں سفر کر رہا تھا۔ وہ بڑی بڑی وہیل مچھلیاں نظر پڑیں۔ جہاز اُن کے پیچھے چھوڑ گیا جب اُن میں سے ایک مچھلی آدھے میل کے فاصلہ پر رہ گئی تو تمام ضروری سامان سے مہیا کرکے دو کشتیاں نیچے اُتاری گئیں۔ یہ کشتیاں وہیل کی طرف روانہ ہوئیں۔ ان کشتیوں میں سے ایک وہیل کے بہت نزدیک تھی جسمیں برٹلی نام ملاح تھا۔ اُس نے کشتی میں سے ایک بھالا پھینکا جس سے مچھلی زخمی ہوگئی اور کشتی کو واپس کرنے کے لئے حتی الوسع کوشش کی گئی۔ مگر کچھ دیر ہو جانے کے باعث وہیل نے غصے میں آکر کشتی کو اپنے جبڑوں سے پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ملاح ہر طرف پانی میں کود پڑے۔ جیمس برٹلی بھی جو تیوار پر بیٹھا معہ تیوار کے گر پڑا اور گرتے ہی مچھلی کے جبڑوں میں جا پڑا اور وہیل نے جھٹ اپنا منہ بند کر لیا۔ کچھ دیر بعد وہیل ماری گئی اور جہاز میں لائی گئی۔ ملاحوں نے کاٹنا شروع کیا۔ اس کام میں ایک دن اور ایک رات لگ گیا۔ آخر کار انہوں نے معدہ کو کھولا تو اُس میں وہ جیمس برٹلی کو اوندھے منہ پڑا ہوا پاکر حیران ہو گئے وہ اگرچہ بیہوش مگر زندہ تھا۔ ۳۶ گھنٹے کے قریب وہیل کے پیٹ میں رہا۔ اُنہوں نے اُسکو نکال کر تختہ پر لٹا دیا۔ اُس کے ہاتھ پاؤں

ارغوانی رنگ کے ہو گئے تھے اور وہیل کے خون سے لت پت تھے۔ مالش اور علاج معالجہ سے وہ ہوش میں تو آگیا۔ مگر دماغ میں خلل رہا۔ تین ہفتوں تک یہی حالت رہی جہاز پر ادھر اودھر پھرتا ہوا کہتا رہتا تھا کہ اے خدا مجھے اس خوفناک بھٹی سے بچا۔ اس کا خیال تھا کہ میں ایک تیز بھٹی میں جل رہا ہوں کچھ عرصہ کے بعد بالکل تندرست ہو گیا۔ اس بیان کی تصدیق جہاز کے کپتان اور دیگر ملاحوں سے بھی ہو چکی ہے جیمس بٹلی اب تک زندہ اور تندرست ہے اس کے جسم کا رنگ کسی قدر نیلا ہے۔ خیال ہے کہ وہیل مچھلی کے معدے کے لُعاب سے اس کے بدن کا رنگ نیلا ہو گیا تھا۔

تعلیم کی ترقی کے لحاظ سے سیرین مسیحی ملابار کی تمام قوموں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ نہ صرف ان میں اور قوموں سے زیادہ گریجوایٹ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ان میں سے کئی مسیحیوں نے مختلف پیشوں اور ذمہ داری کے عہدوں میں بھی نام پیدا کیا ہے اور اپنی کمیونٹی کی قدیم عزت کو قائم رکھا ہے۔ اب تک اور کمیونٹیوں کی طرح یہ لوگ بھی اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے گورنمنٹ اور چرچ مشنری سوسائٹی کے سکولوں پر بھروسہ کرتے رہے۔ لیکن وہ اپنے بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں بھیج کر دینی تعلیم سے محروم رکھنا نہیں چاہتے تھے اور نہ ہی انہیں چرچ مشنری سوسائٹی کے طریقہ تعلیم سے تشفی تھی۔ کیونکہ سوسائٹی کے سکولوں میں ان کی ان خوبیوں کے نشوونما ہونے کا سامان نہیں پایا جاتا۔ جو اُن کے خیال کے بموجب ہر ایک سیرین جوان میں ہونی چاہئے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے شمالی ٹراونکور میں جہاں اسوری مسیحی کثرت سے آباد ہیں۔ دو سیمنریاں۔ ایک کوٹایام میں مارتھوما سیمنری اور دوسری ترووِلا میں سیرین کرسچن سیمنری قائم کی تھیں۔ لیکن حال میں اُنہوں نے اُن مسیحیوں کے لئے جو جنوبی ٹراونکور میں آباد ہیں۔ ایک تیسری سیمنری بھی جاری کی ہے۔

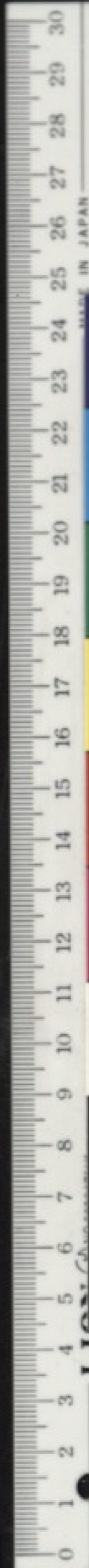
ناظرین کو معلوم ہے کہ اسوری مسیحی ولایت کے کسی مشن سے تعلق نہیں رکھتے یہ ہندوستان کے قدیم مسیحی ہیں جو جنوبی ہند میں آباد ہیں۔ ان کا تمام انتظام سودیشی ہے۔

ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ پنڈت کیشو آنند صاحب کو جو محکمہ جنگلات میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کنسرویٹر ہیں اور دیرہ دون کی آر۔ پی کلیسیا کے ایلڈر ہیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا ہے۔ ہم پنڈت کیشو آنند صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔

پچھلے مہینے فورمن کرسچن کالج لاہور میں پنجاب کے مشن اسکولوں اور کالجوں کے پرنسپل اور پروفیسر جمع ہوئے کہ مل کر ایک انجمن قائم کریں تاکہ تمام مشنری سکول اور کالج جن میں اعلیٰ تعلیم دیجاتی ہو۔ مل کر کام کریں اور صلاح و مشورے سے ایک دوسرے کی مدد کریں۔ ایسی انجمن کی بڑی ضرورت تھی اور ہم بہت خوش ہیں کہ ایسی انجمن قائم ہوئی۔ اس کے وسیلے مشنریوں کو آسانی ہوگی۔ کہ اپنے سکولوں اور کالجوں کی تعلیمی پالیسی کو گورنمنٹ کے روبرو ظاہر کر سکیں۔ ڈاکٹر جے سی۔ آر ایونگ ڈی۔ ڈی اس انجمن کے میر مجلس اور پادری اے سی کلارک سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

دو معزز ہندو لیڈیوں کا ہزاروں روپے اپنے ہم جنسوں کی بھلائی کے لئے خیرات کرنے کی خبر کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں جو اب تک اپنا بہت سا روپیہ غیر ضروری کاموں میں خیرات کرتی رہیں اب خیرات کے اصلی مقصد اور معنے سے واقف ہونے لگی ہیں۔ جو لوگ ہندو کمیونٹی کے اندرونی حال سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ اگر ہندو عورتیں خیرات کی حقیقی غرض سے واقف ہو جائیں تو ہندوؤں میں کسی اچھے کام کے لئے روپیہ کی کمی نہ رہیگی۔ ہندوستانی مسیحی جو خیرات کے حقیقی اصولوں سے واقف ہیں اور جو بلا شبہہ باقاعدہ خیرات بھی کرتے رہتے ہیں۔ اب تک اس درجہ تک نہیں پہونچے کہ یورپ اور امریکہ کے مسیحیوں کی مانند اپنی جائیداد کو بجائے اپنی اولاد کے جن کو روپیہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور جو خود کمانے کھانے کے لائق ہو گئے ہیں سپرد کر جانے کے کلیسیا کی بہتری بہبودی اور ترقی کے کاموں میں خرچ کرنے کے لئے وصیت کر جائیں باوجودیکہ ولایتی مسیحیوں کی لاکھوں اور کروڑوں کی جائیداد بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کی وصیتوں کی مثالیں ہندوستانی مسیحی کے سامنے اکثر پیش کی جاتی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہندوؤں کی یہ مثالیں ہندوستانی مسیحیوں کو زیادہ اکسانے اور موجودہ حالت سے بڑھ چڑھ کر خیرات کے کاموں میں سخاوت کرنے کی طرف مائل کریں گی۔

سسلی واقعہ ملک اٹلی کے خوفناک اور مہلک زلزلہ کے بعد سے قریباً ہر روز چھوٹے چھوٹے جھونکوں کی خبر آتی رہتی ہے مگر لنڈن اور یورپ کے دیگر ممالک اور شملہ کے ان دفتروں کی جہاں ایسے آلے جن کے ذریعہ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں بھونچال آیا ہے موجود ہیں تار برقیوں سے معلوم ہوا ہے کہ مسینا (سسلی) سے بھی زیادہ سخت قسم کا بھونچال دنیا کے کسی حصہ میں آیا ہے اگرچہ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ کہاں ایسا بھونچال آیا ہے مگر تمام آلے کسی ایسے بھونچال کی خبر دیتے ہیں۔ ایسے ایسے بھونچالوں کیساتھ جب ہم دیکھتے ہیں کہ کال اور وبا بھی موجود ہیں اور قومیں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کر رہی ہیں تو ہمیں متی کی انجیل کے چوبیسویں باب کی ۳ سے ۸ آیت تک کی باتیں جو مسیح نے اپنے شاگردوں کے سوال کے جواب میں دنیا کے آخر ہونے کی نسبت فرمائیں یاد آتی ہیں ہم اپنے مسیحی اور غیر مسیحی ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ خداوند کی ان باتوں کی روشنی میں موجودہ مصیبتوں کے حالات پڑھیئے اور اُن سے وہ نصیحت سیکھئے کہ جو خداوند نے ہر ایک شاگرد کو سکھلانا چاہتا ہے کاش کہ یہ حالات ہمیں خداوند مسیح کے آنے کیلئے



سلطان

باب اوّل

صبح صادق

موسم بہار۔ صبح کا وقت نسیم سحر کے جھونکے۔ میٹھی میٹھی نیند۔ آہا خواب سحر کی لذت۔ اے عالم شباب۔ دنیوی زندگی کے لطف اُسی وقت اُٹھا کرتے ہیں۔ کھانے کا مزا اور پہننے کا لطف عیش و نشاط کے سامان جس کو حاصل ہوں تو دل کے ارمان اُسی وقت نکالا کرتے ہیں۔

بس پندرہ یا کہ سولہ کا سن۔
جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

ایسی ہی عالم مستی اور خواب جوانی میں ایک امیرزادہ شریف نسب خواب سحر کے مزے لے رہا تھا چشم بد دور حسین دنیا و مافیہا سے بے خبر۔ عالم بے فکری۔

تیرا اُٹھان ترقی کرے قیامت کی
تیرا شباب بڑھے عمر جاودان کی طرح

یہ وہ وقت تھا کہ یاد الٰہی میں خدا کے بندے مشغول۔ دعا و عبادت میں سر بسجود۔ پیٹ کے بندے فکر معاش اور روزی کے دھندوں میں مصروف۔ مسافر اپنی اپنی راہ لگے۔ رات کے تھکے ماندے سراؤں میں آرام کی شب گذار پھر سفر کو تیار۔ بلکہ ٹھنڈے ٹھنڈے کئی کوس نکل بھی گئے۔ کئی کمربستہ کھڑے۔ کئی کمریں کس رہے۔ چلنے کو تیار۔ غرض ہر ایک اپنے اپنے کام کی فکر میں لگ رہا۔ رات کے بچھڑے ہوئے دوست اپنے اپنے دلبروں اور عزیزوں کی تلاش میں چلدیئے

علے الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشانِ محبت بکوئے یار روند

سینکڑوں غافل پڑے سو رہے ہیں۔ محبوب حقیقی اور معبود تحقیقی کا خواب و خیال بھی نہیں۔ کبھی بھولے سے یاد آگیا تو الحمد للہ کہکر فارغ ہوئے۔ ہائے ہائے کیسی خواب غفلت میں پڑے خراٹے لے رہے ہیں یہ صبح صادق کا وقت۔ ذرا جنگلوں اور باغوں میں چل نکلئے۔ پرندوں کی خوش الحانیاں اور راگنیاں سنیئے۔ کس طرح اپنے خالق کی یاد و تسبیح و مناجات میں سرگرم ہیں۔ کیسی شیریں آواز سے حمد و ثنا میں نغمہ سنجی ہو رہی ہے۔ اگرچہ ہر وقت و ہر دم ہر شئے سے خدا کی خدائی کا اظہار ہوتا ہے اور فطرت اُس کی قدرت خالقی اور رزاقی کو آشکارا کرتی ہے۔ مگر اُس سہاونے وقت عجیب ہی قدرت الٰہی کا نظارہ ہوتا ہے سبز مخمل پر رات کی اوس نے موتی جڑ دیئے ہیں۔ پتے پتے میں بیش قیمت موتی پرو دیئے ہیں۔ پرند و چرند اپنے اپنے گھونسلوں اور ماندوں سے باہر نکل کر دوگانہ بدرگاہ الٰہی بجالا رہے ہیں۔ اور دن کے سپہ سالار کی شاہی سواری کی آمد کے منتظر کھڑے ہیں کہ کب شعاؤں کے علم لئے اُفق سے سر باہر کرتا ہے اور تمام عالم کو اُن کے کاروبار کی اجازت دیتا ہے۔

اسی سہانے وقت میں ایک امیرزادہ خواب جوانی میں بیفکر پڑا سو رہا تھا اُس کے پاؤں کی طرف ایک جوان اُس کا ہم عمر بنام سلطان کھڑا ہے اور پاؤں دبا کر کہہ رہا ہے۔ مہربان اُٹھیئے۔ اجی حضرت۔

اُٹھیئے بس اب کہ لذت خواب سحر گئی۔

او بھئی محمود (سونے والے کا نام) اُٹھو بھئی اُٹھو۔ یا میرے اللہ نیند کیا ہے قیامت سے شرط لگا رکھی ہے۔ دشمنوں کو کہیں سانپ تو نہیں سونگھ گیا۔

محمود (انگڑائی لیکر) اونہہ

سلطان۔ ہاں ہاں اُٹھو بھئی بڑے بہادر ہیں۔ (پاؤں دبا کر) اُٹھو میرے شیر

محمود۔ ارے بھئی کون ہو۔ سلطان ہوگا۔ ارے بھئی تم تو ہمیشہ ہماری نیند خراب کرتے ہو۔ یہ ہمیں پسند نہیں۔ ہم ایسی دوستی سے باز آئے۔ دیکھو تو بھلا کیسی مزے کی نیند جس کو شیریں خواب کہیں تم ۔ ۔ ۔ (پھر چپ)

سلطان۔ ارے او میاں فرہاد۔ شیریں کے مزے میں ہی بس پھر چپ۔ اب تو اُٹھ بیٹھو۔ آئندہ جیسا کہو گے دیکھا جائیگا سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگ گئے ہم نے بھی کچھ کرنا دھرنا ہے یا نہیں سیر کرنے چلنا ہے۔ سبق دیکھنا ہے۔ ناشتہ اُڑانا ہے سکول کو جانا ہے۔

محمود۔ لے بھئی اب کیا سونا ہے (الحمد للہ کہکر اُٹھ بیٹھے اور سلطان سے مخاطب ہوکر یوں کہا۔ کہ) یار سلطان مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کوؤں کی صحبت میں تم رہے ہو۔ یا کسی موذن سے چند سے یارانہ رہا ہے۔ ہو نہ ہو مصر یا تمدن کی شاگردی کی ہے۔

سلطان۔ کیونکر؟ کیسے؟

محمود۔ اجی رہی۔ پوچھتے ہیں کیونکر اور کیسے؟ اس میں استفسار کی کونسی بات ہے کونسا مشکل معما ہے۔ یہ بھی کوئی اُٹھنے کا وقت ہے۔ سب لوگ پڑے سو رہے ہیں۔ نیند کے مزے لے رہے ہیں۔ آپ تو تم کو نیند نہیں آتی۔ دوسروں کی نیند بھی حرام کرتے ہو۔ کوؤں کو چونکہ پیٹ کی فکر بہت رہتی ہے وہ بھی تمام پرندوں سے پہلے کائیں کائیں لگا دیتے ہیں اور موذن کو بھی اپنی اذان کے وقت کی فکر لگی رہتی ہے جہاں ذرا عنقریب صبح ہونے کو ہوئی یا جس وقت آنکھ کھلی وقت بے وقت ہانک لگا دی گھنٹہ آگے یا گھنٹہ پیچھے اذان میں فرق آنے نہیں دیتا و ایسے ہی مصر یا تمدن جاڑا ہو یا گرمی وہ وہی اپنا چار بجے گھنٹی لیکر شاگردوں کے گرد ہو جائیگا۔ ایسے ایسے خیالات سے میں نے کہا کہ شاید کہیں ایسے لوگوں سے آپکا تعلق رہا ہے۔ جو ایسے وقت اُٹھنے کی عادت ہوگئی۔ اور دوسروں کی نیند حرام کرنے کا خیال دامنگیر رہتا ہے۔

سلطان۔ یاد آج تو تم کسی بزرگ کی خواب میں زیارت کر کے اُٹھے ہو۔ ہو نہ ہو انکو کو دا کھا کر سوئے ہوگے۔

محمود۔ میں بھی سنوں۔ وہ کیسے۔

سلطان۔ یہ جو آپ نے طول طویل تمہید شروع کردی بھلا کچھ میری بھی خطا تقصیر گناہ۔ صرف جگانے کے جرم پر

کبھی شکّا کرواتے ہو کبھی مسجد میں ناک رگڑواتے ہو۔ کبھی گرجوں کا ساتھی بناتے ہو۔ خبر نہیں گرجا آپنے کیسے چھوڑ دیا۔ بھول گئے۔ ورنہ صلیب کو بھی سجدہ ضرور کرواتے۔ سو یہ مجنونانہ گفتگو یا تو دماغی خلل کا باعث ہو جس کو آپ جیسے بے فکرے امیرزادوں کی دعا کا اثر۔ یا خواب میں کسی کا آب دہن چاٹنے کی برکت کا موجب بتایا کرتے ہیں یا ایسی بکواس بقول جہلا کوا کھانے والے کرتے ہیں۔

محمود۔ یہ ماشاءاللہ آپ بھی تو آج بڑھ نکلے۔ بھلا یہ بتاؤ یہ گرجا کی آپ کو کہاں سے سوجھی۔ خیر ان باتوں کو آپ جانیں وہ مشن سکول کے طلبا اگر جا نماز کو جاتے ہی ہیں۔ اب یہ فرمائیے کہ مجھے کیوں اس وقت جگایا کچھ کام ہے۔

سلطان۔ چہ خوش آپ تو شیریں کے مزے لے رہے ہیں آپ کو کام سے کیا؟

محمود۔ ارے بھئی سلطان تم تو آج پہیلیاں بجھواتے ہو۔ لطیفے کہتے ہو۔ کونسی شیریں کیسی شیریں کاہے کے مزے میں تو کچھ نہ سمجھا۔

سلطان۔ اب کیوں سمجھو گے آپ ہی تو انگڑائی پر انگڑائی لیکر کہہ رہے تھے کہ ہائے شیریں خواب مزے کی نیند جیسے فرہاد کو شیریں ویسے آپ کو نیند۔

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی۔

محمود۔ بہت خوب۔ قائل ہوں۔ مانتا ہوں استاد۔ اب کام بھی بتا دو۔

سلطان۔ اب کام وہی ہے۔ جو رات کو مقرر ہوا تھا۔ کہ چونکہ کل آخری سنیچر ہے۔ علی الصباح جنگل کی سیر کو چلیں گے۔ سو اس وعدہ کے مطابق میں آیا ہوں۔ اور آپ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جو دھوپ چڑھ گئی تو سیر کا کیا لطف۔ سیر کا مزا تو ٹھنڈے ٹھنڈے ہی ہے۔

محمود۔ بھئی تم تو بادری معلوم ہوتے ہو۔ بس منہ سے بات نکلی۔ اور تم نے سچ مان لی۔ ویسے ہی کارروائی شروع کر دی۔ مجھے تو جگایا لچھمن کو بھی بلا لیا۔

سلطان۔ یاد نہیں کہ شام کو کیا انتظام کیا تھا۔ کہ لچھمن خود آویگا اور سلطان محمود کو ساتھ لیکر آوے۔ اور تینوں شاہی باغ کے دروازے پر ملیں۔ مجھے یقین ہو کہ لچھمن وہاں کھڑا ہماری انتظاری کرتا ہوگا۔ آپ نے بہت دیر کر دی۔ مہربانی سے چلنے دیر نہ کیجئے

محمود۔ بس اب ہاتھ منہ دھویا۔ اور چلے (نوکر کو آواز دے کر) خیراتی لاؤ۔

سلطان۔ تو اچھا آپ ہاتھ منہ دھو ناشتہ کھا کر آویں۔ اور میں چلتا ہوں۔ آپ خیال نہیں کرتے۔ کہ دیر تو پہلے ہی کتنی ہو گئی ہے۔ اب منہ دھونے لگے ہیں۔ منہ کو کیا لگ گیا ہے۔ وہی شیریں والا منہ ہے اور ہے کیا؟ میدان میں ہر شے چل رہے ہیں۔ وہاں ہاتھ منہ دھونے کا خوب لطف آویگا۔ مرضی ہو تو تولیہ اور صابون ساتھ لے چلیں۔

محمود۔ اچھا صاحب چلئے۔

راوی۔ یہ کہکر دستار باندھ جوتا پہن۔ چھڑی ہاتھ میں لے سلطان کے ساتھ ہوئے۔ شاہی باغ کے دروازہ پر لچھمن ان کا دیر سے منتظر کھڑا تھا۔

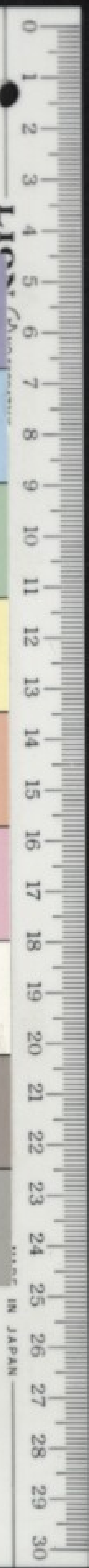
یہاں ان تینوں لڑکوں کا کچھ حسب و نسب بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں حسب و نسب کا طبائع اور خیالات پر بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے اُن کے کاروبار جائے سکونت و تعلیم کا تذکرہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔

باب دوم

حسب و نسب

محمود

جس وقت کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اُس وقت اس جوان کی عمر ١٦ برس کی تھی۔ اُس کے والد کا نام محمد تھا۔ ذات کے قریشی تھے۔ ان کے آبا آغاز مغلیہ سلطنت میں خاص عرب سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔ آباو اجداد سے اُن کا پیشہ سپاہگری تھا۔ جبتک مغلیہ سلطنت رہی اسی پیشہ سے اُن کی بسر اوقات ہوتی رہی۔ غدر سے پیشتر شاہ ظفر بادشاہ دہلی کے دربار میں محمود کا دادا احمد اچھا منصب رکھتا تھا۔ اُس کی عزت دوسرے درباریوں سے کسی طرح کم نہ تھی۔ علمی لیاقت کے لحاظ سے عالم۔ بہادری کے خیال سے اوّل درجہ کا سپاہی۔ لیکن افسوس۔ کہ غدر سے چند ماہ پیشتر احمد بتقضائے الٰہی فوت ہو گیا اس شخص کے فوت ہونے سے اس شریف خاندان پر سخت صدمہ پہنچا کیونکہ اس احمد کا ایک ہی بیٹا محمد اور ایک دختر محمودہ تھی۔ جب احمد فوت ہوا تو محمد کی عمر ٢٠ برس کی تھی اور محمودہ ١٢ برس کی۔ اگرچہ گھر میں مال و دولت کی کچھ کمی نہ تھی۔ مگر انتظام کرنے والا کوئی نہ تھا۔ یوں دیکھنے اور کہنے کو تو محمد ٢٠ برس کا جوان مگر نرا صاحبزادہ۔ جیسے عموماً امیروں کے لڑکے ہوتے ہیں عیش پسند سست الوجود۔ احمد خود تو ایک قابل شخص تھا۔ مگر محمد کو شہزادگان کی صحبت نے بہت بگاڑ رکھا تھا۔ شکار کھیلتا۔ شراب پیتا۔ ارباب نشاط کی صحبت میں رہتا ایسی ایسی باتوں اور صحبتوں نے اُسے بگاڑ رکھا تھا۔ احمد نے بھی شہزادوں کی خاطر اُسے ایسی ناجائز صحبتوں سے کبھی منع نہ کیا تھا۔ شاید احمد اُسے ضرور روکتا۔ اگر محمد اس کی دولت اُڑاتا۔ بلکہ وہ اس سے خوش تھا کہ میرا بیٹا عیش و عشرت کرتا ہے۔ اور کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ شہزادگان نے اُسے اپنا مصاحب بنا رکھا تھا۔ اُن کا ہمدم و ہمراز و جلیس تھا۔ یہی وہ عیش تھے جس سے مغلیہ سلطنت تباہ ہوئی۔



مراسلات

لکچر

ہندوستان کی ترقی کی اُمید کی بنیاد اور رُخ زمانہ

انجیل میں خداوند یسوع کے کفارہ کی قدرت اور خصوصیت یوں بیان کی گئی ہے ”کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلے سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلے سے مُردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی کی راہ چلیں۔ کیونکہ جب ہم اُس کی موت کی مشابہت سے اُس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بے شک اُس کے جی اُٹھنے کی مشابہت سے بھی اُس کے ساتھ پیوستہ ہونگے“ وغیرہ (رومیوں ۶: ۳-۵)۔ غرضیکہ مسیح خداوند نے موت میں سے زندہ ہو کر زندگی اور بقا کو روشن کر دیا اور یہ زندگی اور بقا اُس میں پیوستہ ہونے سے انسان کو مل سکتی ہیں۔ اب اس روشنی سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے اور اُمید کیا ہے۔ اور کس پر اُمید کی بنیاد ڈالنی چاہئے یہ کل معاملہ ہمارے تجربہ کو طلب کرتا ہے یعنے ہم آزما سکتے ہیں کہ انسان کی زندگی کی ترقی اور بہتری کی اُمید کی بنیاد خداوند یسوع کو جاننا درست ہے یا نہیں یعنے ہم تجربہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ خداوند نے جو فرمایا کہ ”میں جہان کا نور ہوں۔ جو میری پیروی کرتا ہے اندھیرے میں نہ چلیگا۔ بلکہ زندگی کا نور پاویگا“ (یوحنا ۸: ۱۲)

دیکھو کس طرح اور زور کے ساتھ خداوند اپنے تئیں نور قرار دیتا ہے۔ اور کل دنیا کا نور۔ روشنی کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ اندھیرے کو دور کرتی ہے۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ چیزوں کو ظاہر کرتی ہے اور مزید براں یہ کہ روشنی زندگی لاتی ہے اور پھر یہ کہ روشنی سب کے واسطے ہے اور سب کے لئے یکساں فایدے بخشتی ہے یہ روشنی قدرت کا بڑا بھاری اصول قایم ہے اور جو اس سے تجاوز کرے نقصان اُٹھائیگا۔ خداوند یسوع اپنے تئیں ایسا نور قرار دیتا ہے۔ جو انسان کی روحانی زندگی کیلئے روشنی کے فایدے رکھتا ہے۔

آپ کہیں گے کہ یہ مسیح نے نرالی تعلیم سکھلائی ہے اور اُستادوں نے بھی اچھی اچھی باتیں سکھلائی ہیں۔ نہیں برادران یہ نری تعلیم نہیں ہے بلکہ ایک صداقت کا اظہار ہے جو اُس کے مرنے اور زندہ ہونے سے ثابت ہو چکی ہے۔ مسیح کی خاص مشن ہی یہی تھی کہ زندگی کا نور دیوے۔ لیکن اور کسی کی یہ مشن نہ تھی۔ اس آفتاب صداقت کی کئی صدیوں سے نبی۔ اسرائیل میں انتظاری ہو رہی تھی اور جو غیر قوموں کو بھی روشنی دینے کیلئے آنے والا تھا۔ (لوقا ۲: ۳۲) اب شرط یہ ہے کہ اس روشنی میں چلنے والا اندھیرے میں نہ رہیگا۔ بلکہ زندگی کا نور پاویگا یعنے اس زندگی میں ہماری عقل اور ضمیر کو روشنی ملتی ہے اور انسان خدا کی پہچان اور صحبت میں رہتے اور اُس سے برکت پاتے ہیں۔ اور زندگی کا یہ سلسلہ آیندہ زندگی میں بھی جاری رہیگا۔

اب سوال ہے کہ اس زندگی میں کون کون سی باتوں پر اس روشنی نے زندگی کا اثر ڈالا ہے جس سے ہم کو پورا پورا یقین آسکے کہ یسوع نام پر ہی کل نوع انسان کی ترقی اور بہتری کی اُمید کے لئے چٹان ہو سکتا ہے اور ہم فوراً ہی اُسکی پیروی میں لگ جاویں۔

میں عرض کرتا ہوں کہ اُس کے مفصل بیان کے لئے تو کئی دن چاہئے۔ اسلئے میں صرف ایک مختصر سی فہرست پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ:—

(۱) انسانی سوسائٹی پر اُسکا اثر۔

(۵) سب آدمی ایک ہی نسل سے ہیں اور ایک جنس ہیں۔ جاتوں والا فرق نیست کر دیا ہے اور یہ اصول جاری ہوا کہ تو اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا پیار کر۔ یہی سبب ہے کہ وہ قومیں جو پہلے خود غرض اور ایشیائی مردم آزار تھیں اس روشنی میں چلنے سے دوسری قوموں کی جسمانی اور روحانی اور عقلی ترقی کیلئے کوشش کرتی ہیں۔ ہندوستان میں پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

(۶) ملکی حکومتوں میں سے زہر خارج ہوتا جاتا ہے اور میل اور صلح اور انسانی ہمدردی بڑھتی جاتی ہے ہاں وہ زمانہ آتا جاتا ہے جب یہ اصول پورے طور پر مانا جائیگا کہ ”جو کوئی تیرے دہنے گال پر تھپڑ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے“ ”اپنے دشمنوں سے محبت رکھو“ (متی ۵: ۳۹-۴۴)۔

(۷) غلامی اور بردہ فروشی بند ہو گئی ہے۔ یورپ اور امریکہ اور افریقہ میں۔ اور صرف اُن ملکوں میں جاری ہے جہاں اسلام کا زور ہے۔ کیونکہ دین اسلام کی رو سے غلامی جائز ہے۔

(۸) خدا کی بابت انجیلی روشنی نے دیکھو کیسے کیسے کار آمد بھید ظاہر کئے ہیں یعنے خدا ہمارا آسمانی باپ ہے اُس کو دل و جان سے پیار کرو۔ کیونکہ پہلے اُس نے تم سے محبت کی ہے وہ سب کا خالق ہے کوئی چیز بغیر اُس کے نہیں ہوئی اسلئے فقط اُسی کی بندگی کرو۔ اِس روشنی نے کروڑہا بتوں کو جو محض زمینی چیزیں تھیں زمین میں ملا دیا۔ بناوٹی ریت و رسوم کو دور کیا اور عبادت الٰہی کی روحانی بنیاد ڈالی اور دلوں کے منہ خالق کی طرف کھول دیئے ہیں جو اُن کو روحانی چیز دینے سے بہتر ہے۔ انسان کو سمجھا دیا ہے۔ دکھلا دیا ہے کہ تو خود بست اور ازلی نہیں ہے محتاج اپنے خالق کا ہے اسلئے اُس سے مانگ اور اُسی پر بھروسہ رکھ اُسی نے مسیح کے وسیلے سے تجھے نجات کی روشنی بخشی ہے۔ عقل کے وہ سارے خیالات کہ خدا اگر ہے تو وہ آدم زاد کی ہستی سے بے سروکار اور بے پروا ہے۔ یا کہ زمین ہے

اور لاکھوں برس سوتا رہتا ہے یا ہی عدم ہوئے اور یہ صداقت آشکارا ہوئی ہے کہ "جب تک کام کرتا ہو دن کی روشنی میں جب سب چیزیں بخوبی معلوم ہوتی ہیں اور رات کی تاریکی میں بھی جب سب چیزیں سوئی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ خدا کل چیزیں کام کرتا رہتا ہے اس کے کل قوانین نرم اور سخت جاری رہتے ہیں یہاں تک کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کیلئے بھلائی پیدا کرتی ہیں" (روم ۸ : ۲۸) (۲)۔ خدا کی بابت یہ اظہار انسان کی زندگی پر زندہ اثر ڈالنے والا ہے اور اس کو ناامیدی اور بے پرواہی سے محفوظ رکھنے والا ہے

(۳) خداوند کی موت اور زندہ ہونے نے انسان کی اس نئی زندگی کو یقین دکھلا دیا ہے کہ وہ اس کو ضرور ہی کما دے۔ اور نیستی کی آرزو نہ کرے کیونکہ یہ موت صرف بقا کا دروازہ ہے اور ناامیدی جو آواگون اور نروان جیسے خیالوں نے لوگوں پر سوار کردی تھی۔ کہاسے کی طرح اس امید کی روشنی سے کافور ہوئی اور یہ بات قرار پا گئی ہے کہ بقا اسی زندگی سے شروع ہے۔ اور فقط یہ روشنی اور یہ امید پا کر ہی انسان کاملیت کیلئے کوشش کر سکتا ہے

(۴) اس سچائی کو جو مسیح یسوع میں ہے۔ جاننے سے آزادگی حاصل ہوئی ہے اس نے فرمایا "تم سچائی کو جانو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی" (یوحنا ۸ : ۳۲) اس دنیا میں اس کے نام کے وسیلے سچائی کا اس قدر زور اور چرچا ہوا ہے کہ غیر لوگ بھی حیران ہو رہے ہیں۔ ذرا نظر اٹھا کر دیکھئے کہ کس قدر جھوٹی اور غلط اور وہمی باتوں سے اس نے آزاد کیا ہے۔ اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ "ہر بات کو آزماؤ اور بہتر کو اختیار کرو" وہ خداوند خود سچائی ہے اس کو جاننے سے اس کی روح کے وسیلے انسان کو وہ مدد ملتی رہی ہے جو زمانہ حال کے کل سائنس اور فلاسفی اور شائستگی کے ایجاد و دریافت اور ترمیم و ترویج کی موجب ہے۔ معلوم ہو کہ یہ سائنس وغیرہ بھی خدا ہی کی مرضی کے عمل کے دستور یا قانون ہیں جن کو جاننے سے اس قسم کے فائدے ہوئے ہیں کہ پہلے جو لوگ دُم دار ستاروں۔ اور گہنوں اور مُردوں کی روحوں سے ایذا پانے کے ڈر سے دعائیں مانگا کرتے تھے وہ دعائیں بند ہو گئی ہیں۔ ایسی دعائیں صرف جہالت کے سبب ہوا کرتی تھیں لوگ نہیں جانتے تھے کہ گہن کیا لگتے ہیں اور اسطرح ایسی دعاؤں کا جواب نہ ملتا تھا اور نہ ملتا ہے اور اس طور سے لوگوں کا رجوع زندہ خدا کی طرف کروایا گیا ہے۔ اس قسم کی گواہی ان سب قوموں کی ہے جو اس روحانی نیر اعظم کی روشنی میں چلتے ہیں اور اوروں کو بھی فائدہ پہونچاتے ہیں۔ اور آپ سب صاحبان بھی خوب سمجھ سکتے ہیں کہ یہ ساری باتیں کل بنی آدم کیلئے یکساں فائدہ مند ہیں اور ایسی صریح اور وسیع حقیقتیں ہیں کہ ان سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور امید ہے کہ جو کسریں باقی ہیں۔ وہ بھی رفتہ رفتہ دور ہو جائیں گی۔ اور اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے خداوند یسوع کے پیرؤوں میں سے ایک قوم کی کارروائیوں پر سرسری نظر بھی ڈالیں جو ہمارے اپنے ملک ہندوستان میں نمایاں ہو رہی ہیں تو یسوع نام کی قدرت اور رحمت کے نتیجے زیادہ تر سمجھ میں آجاویں گے۔ چنانچہ

انگریز جو مسیحی قوم ہیں۔ اور جنکو انتظام الٰہی سے ہندوستان پر بادشاہت ملی ہے تو اس انگریزی گورنمنٹ نے ہندوستان کے لئے کیا کیا ہے؟ اس کے خیال کو جانے دو کہ ہمارا ملک ہم سے چھین لیا ہے کیونکہ ہمارا ملک کبھی ہمارا نہیں رہا ہے۔ ہم نے کسی سے چھینا۔ ہم سے کسی اور نے اور ان سے کسی اور نے صدیوں تک یہی سلسلہ جاری رہا اور اب انگریزوں نے لیا ہے جو یسوع نام کو ماننے والے ہیں۔ اس انگریزی حکومت کے نتیجے کیسے ہیں؟ ہندوستان کو اس گورنمنٹ سے کیسی برکتیں ملی ہیں اور ملنے کی امید ہے؟

(۱) ملکی امن و چین۔ اب بیرونی حملوں سے ہمارا ملک محفوظ ہے۔ اور مختلف ریاستوں کے اندرونی جھگڑے ختم ہو گئے ہیں۔ ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک لڑائی جھگڑوں کی طغیانیاں نہیں ہوتیں ہیں ٹھگی جو کالی دیوی کے لئے لوگوں کی جان لینے کا شغل تھا بند کیا گیا ہے۔ دیکھو ملک کی اندرونی ترقی کے لئے یہ موسم بہار سے بھی بڑھ کر موسم لگا ہے ہم اس زمانہ کو غنیمت جانیں۔

(۲) کل مختیار حکومت والی باتیں نہیں رہی ہیں۔ بلکہ حکومت کا انتظام قانون کے ذریعے کیا گیا ہے ہر ایک کو اس کا حق پہونچانے کیلئے قانون نافذ ہوئے ہیں اس بات کا پہلے زمانوں میں کوئی خیال نہ تھا۔ اور یاد رہے کہ انگریز اپنے قوانین کو مادیوں اور فارسیوں کے قانون نہیں سمجھتے جو تبدیل نہیں ہوتے۔ بلکہ ملک کی حالت اور حاجت کے موافق بدلتے ہیں۔

(۳) صحت کے قیام رکھنے اور بیماری کو رد کرنے اور دور کرنے کے لئے بڑے بڑے بندوبست کئے گئے ہیں۔ سرکاری شفا خانے جاری ہیں شہروں کی صفائی کے لئے میونسپل کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن شہروں میں پانی اچھا نہیں ہے وہاں واٹر ورکس جاری کئے گئے ہیں۔

(۴) کال کے ایام میں غریبوں کی امداد کے لئے بڑے بڑے بندوبست کئے جاتے ہیں۔

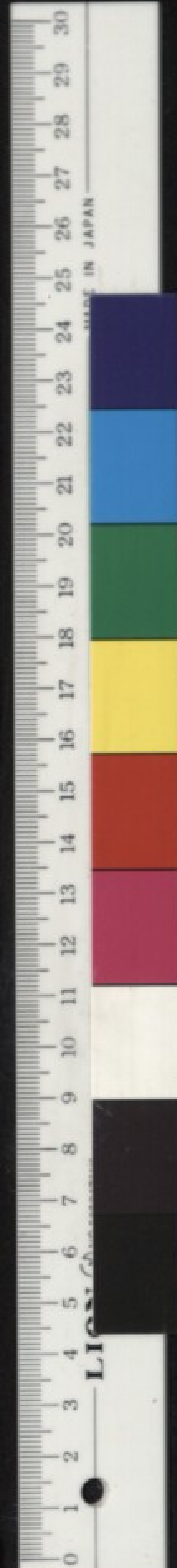
ان سارے امورات میں یہ گورنمنٹ روشنی کے اس اصول پر کام کر رہی ہے کہ اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا پیار کرو ہاں یہ گورنمنٹ گورنمنٹ کی حیثیت میں بھی وہ کام کر رہی ہے جو ہمارے اہل وطن پنچ کے طور پر بھی نہیں کر سکتے تھے۔

(۵) تجارت میں بڑی ترقی ہے مسافت میں آرام اور پھرتی اور حفاظت ہے سڑکیں اور ریل کی سڑکیں بن گئی ہیں۔ بلکہ کل دنیا کو ہندوستان کیساتھ جوڑ دیا ہے۔

(۶) دور دور اور پل پل کی خبریں پہونچانے کے لئے۔ ڈاکخانے اور تاربرقیاں جاری کئے گئے ہیں۔

(۷) تعلیم حد سے بعید ہو رہی ہے انگریزی زبان اور سائنس اور آرٹس نے ملک کی کروٹ بدل دی ہے ادنیٰ اور اعلیٰ یکساں فیض پا رہے ہیں جو پہلے ایام میں منع تھا۔

(۸) مذہبی آزادگی ہے۔ سارا ملک اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ لوگوں کے ضمیر پر کوئی بیرونی دباؤ نہیں ہے اسلامی ملکوں میں یہ آزادگی مسدود ہے جاپان اور چین میں بھی اس کی بندش تھی مگر اب نہیں ہے۔ تبدیل مذہب یا تجدید مذہب کے سبب ایذا رسانی نہیں ہے۔ شیر اور بکری پاس پاس رہتے ہیں۔





ایسی آزادگی کا گذشتہ بادشاہیوں میں کب خیال ہوا؟ جدہر دیکھو سب کچھ اچھا نظر آتا ہے۔ اگر لوگوں میں کچھ رنجش نظر آتی ہے۔ تو اس کے موجب ہمارے دیسی بھائی ہیں جن کو گورنمنٹ کچھ حکومت وغیرہ سپرد کرتی ہے گورنمنٹ نے سارے ملک کو کئی ترقی کی راہ پر چلا دیا ہے۔ یہ سب عمدہ نیک سلوک ہیں جن سے لوگ خوش ہیں اور پسند کرتے مگر باوجود ایسے نیک سلوکوں کے اور اُن پر ہمارے بعض اہل وطن کی آرزو ہے کہ یہ اصلاح اور وہ اصلاح ہو پھر بھی ایک چیز باقی رہ جاتی ہے۔ خیال رہے کہ تبدیلی اور ترقی جو بہتری کی طرف ہو رہی ہے وہ گورنمنٹ کے اثر کے دباؤ ہی سے ہو رہی ہیں۔ لیکن یہ تبدیلیاں اور ترقیاں زمین میں ہو رہی ہیں۔ سڑکوں اور نہروں میں اور اینٹ پتھر کے مکانوں میں۔ کالجوں اور انگریزی فیشن میں اور کارخانوں میں۔ حالانکہ وہ چیز جو ان سب کو مزین اور مرتب کرنے والی ہے وہی نہیں ہے یعنے دلوں میں وہ نورانیگی نہیں ہوئی جو عقل اور ضمیر نے وہ روشنی قبول نہیں کی جس سے ہر فرد کی زندگی نیک یا روحانی زندگی ہو سکے اور وہ نکو خوبی جو گورنمنٹ اپنے نمونہ سے سکہلا رہی ہو لوگوں کی اپنی ہو جائے۔ اُن کے وجود میں گویا ایک ذاتی وصف کی صورت میں ہو جائے اور جس سے نتیجہ یہ ہو کہ ہندوستان کے لوگ ایک ایک قوم ہو جائیں۔ ہاں اس بات کی طرف رُخ نہیں ہے کیونکہ ابھی لوگوں کے دل و دماغ اپنے اپنے مذہب کی دھن سے اُٹھے نہیں ہیں۔ اور گورنمنٹ اُن کے دلوں میں یہ تبدیلی نہیں کر سکتی ہے یہ خدا کی روح کا کام ہے جو خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے گو یہ وصف اُس کے ایمانداروں میں موجود ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ ساری دنیا کی ترقی کے در پے ہیں۔ یعنے روحانی اور عقلی اور جسمانی ترقی کے جو انسانیت کے انگ ہیں اور ان سب میں بڑھنا انسانیت میں بڑھنا ہے۔

پس وہ زندگی جس کو خداوند یسوع نے اپنی ساری زندگی سے عموماً اور اپنے کفارہ یعنے موت اور زندہ ہونے سے خصوصاً روشن کر دیا۔ تاکہ لوگ ایمان سے اُس میں پہنچ ہو کر اپنی جسمانی زندگی کو اس دنیا میں کمال کی طرف بڑھاویں اور یوں آئندہ زندگی کیساتھ ابھی سے سلسلہ قائم کریں اُس زندگی کا تجربہ انسان کو اس دنیا میں کرا دیا ہے اور کرا رہا ہے جو اس کی ابدی یا باقی زندگی کا بیعانہ ہے۔ اسلئے ہمارا یقین یا یہی بات پر پڑتا ہے کہ ہمارے ملک ہندوستان کی ترقی کی اُمید کی بنیاد فقط خداوند یسوع مسیح ہو سکتا ہے جس نے اس قدر کر کے دکہلا دیا ہے اور انجیل میں اُسی کو اُمیدگاہ اور جان کا لنگر بتلایا گیا ہے (۱ تمط ۱:۱۔ عبرانیوں ۶:۱۹)۔

اے برادران فریب سے بچو کچھ عرصہ کے لئے بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے ہمارے بعض اہل وطن جنہوں نے ہر چند ایک کو اپنے خیال کے مطابق بڑے آدمی ملک کے خیرخواہ بنایا ہوا ہے وہ اچھی طرح سوچیں کہ اُن کی بڑائی اور خیرخواہی کس بات میں ہے اکثر ایسی باتوں کی نسبت شور مچاتے ہیں جن کی پروا ابھی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ وہ اصل باتیں نہیں ہیں جو ہمارے ملک کو از سر نو پیدا کریں اور ہر فرد کو ایسا بنا سکیں جس سے ملک میں ہر قسم کی پائدار ترقی نظر آوے۔ لیکن صرف اُس جلاہے کی سی باتیں کرتے ہیں "کہ میری تانی سکہی اے مینوں ہیلاں ہی چاہیے وے" ذرا دیکھئے سقراط بڑا آدمی تہا اُس نے خوشی سے تلوار کے بجائے زہر کے پیالے کو پی کر مرنا منظور کیا۔ نپولین بوناپارٹ بڑا آدمی تہا کیونکہ ایک معمولی سپاہی سے اس نے اپنے تئیں بادشاہ بنایا۔ بیشک وہ بڑا آدمی تہا لیکن یہ سب کچھ اُس نے اپنی بڑائی کے واسطے کیا اور چنداں نیک آدمی نہ تہا۔ شکسپیر شاعر بڑا آدمی تہا۔ اُس نے نہایت عمدہ عمدہ سیریں لکہیں۔ لیکن اور کیا کیا؟ سر آزک نیوٹن اچھا آدمی تہا اور بڑا آدمی تہا۔ عالم شخص تہا۔ اُس نے قانون کشش دریافت کیا اور اس دریافت سے فائدہ ہوا۔ ولبر فورس۔ کلارکسن اور ولیم لائیڈ گارسین بڑے آدمی ہو گذرے ہیں جنہوں نے دنیا میں سے غلامی کو دور کرنے میں بڑی بڑی جان نثاری کے کام کئے۔ مرنے سے نہ ڈرتے تھے۔ اور سب بڑے آدمی گذرے ہیں۔ تاہم اگر ہم انصاف اور سچائی سے غور کر کے دیکھیں تو کسی زمانہ اور کسی ملک میں یسوع نام جیسا بڑا نام نہ پاؤ گے جس نے کہ زندگی اور بقا کو روشن کر دیا اپنی روح کے وسیلے سے انسان کے لئے دنیوی اور روحانی زندگی کو ایک سچ مچ کی زندگی ظاہر کر دیا۔ اور اس طور سے ایک نہیں انیک تبدیلیاں اور ترقیاں دنیا کے دین اور اخلاق اور علوم و فنون میں کرا دی ہیں۔ بس ہم یسوع نام کو اپنے ملک کے اور اور ناموں کے پیچھے چھپا ڈالنے کی کوشش نہ کریں۔ ایسا کرنا اپنے ملک سے دشمنی کرنا ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ہمارے ملک کے جوگیوں اور سنیاسیوں نے بھی ملک کی بہتری اور ترقی کے لئے نہ کچھ سوچا اور نہ کچھ کیا۔ سو ان کو بھی جانے دو۔ اور آئندہ ہم سب خداوند یسوع کے اس برگزیدہ اصول پر کاربند رہنے کی کوشش کریں کہ "تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈھو تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں ملیں گی" (متی ۶: ۳۳) اور یہ وہی خلاصہ ہے جس کی بابت پہلے سے خبر دی گئی تھی کہ "اُس سے زمین کی ساری قومیں برکت پاویں گی" (پیدائش ۲۲: ۱۸۔ اعمال ۳: ۲۵ اور گلتیوں ۳: ۸۔ ۱۶) اور دنیا کا برکت پانا ہم نے بھی دیکھا اور دیکھ رہے ہیں۔ اور۔ اور زیادہ دیکھیں گے۔

آپکا خادم م نادرتی جی بایل مختار داس لاہور نومبر سنہ ۱۹۰۸ء

ڈاکٹر ونا صاحب

اور

مسٹر وارث الدین کا سفر یورپ

۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۸ء میں سرٹن میں تہا۔

آج اتوار ہے۔ اور مجھے لندن جانا تہا۔ ولایت میں اتوار کے روز بہت تھوڑی ٹرینیں چلتی ہیں۔ اس لئے مجھے آج کچھ سفر پیدل کرنا پڑا۔ میں لندن میں مسٹر گبسن کے ہاں گیا۔ جو بیماروں کے واسطے مستجاب الدعوات ہیں۔ اُن سے بہت دیر تک ڈیوائن ہیلنگ پر گفتگو ہوتی رہی۔

جب میں یہاں سے روانہ ہوا تو سڑکیں رکی ہوئی تھیں۔ ہزارہا آدمی سڑکوں پر تھے میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جمع ہیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ہائیڈپارک میں شراب کے بل کی بابت جلسہ ہونیوالا ہے بعض لوگ اس بل کے موافق ہیں۔ اور بعض مخالف خلقت کے ہجوم کے باعث گاڑیاں بھی رکی ہوئی تھیں۔ لاچار مجھے لنگس گیٹ کی طرف واپس جانا پڑا میں واٹرلو اسٹیشن سے سرٹن جانے کیواسطے گاڑی میں بیٹھا۔ تو اُس میں ایک لڑکی ۱۴ سالہ کی ایک عورت کیساتھ آگئی۔ وہ لڑکی مجھے کہنے لگی کہ مٹھائی ہے لو۔ اُس عورت نے کہا کہ یہ ہر ایک کو مٹھائی دیا کرتی ہے۔ لیلو یہ خوش ہوگی پھر میں اُس سے باتیں کرتا رہا۔ اُس عورت نے کہا کہ اس لڑکی کا باپ جرمن ہے اور ماں فرنچ ہے۔ میں اس لڑکی کو لے آئی ہوں تاکہ پرورش کروں میرے ساتھ رہتی ہے میں نے اسٹیشن پر جاپانی طالب علم دیکھے۔ آجکل جاپانی اور ہندوستانی طالب علم بکثرت انگلستان میں تعلیم کی خاطر آرہے ہیں۔ مجھے مسٹر عزیزالدین نے بتایا کہ گورنمنٹ ان کے روکنے کا انتظام کر رہی ہے کہ کوئی ہندوستانی طالب علم جبتک گورنمنٹ کو دو ہزار روپیہ نہ دکھاسکے انگلستان آنے نپاوے۔

آجکل انگلستان میں کیلا کثرت سے فروخت ہوتا ہے امریکہ سے جہاز بھرے ہوئے کیلے کے آتے ہیں۔ ایک پنی کے سو ملتے ہیں۔

میں ٹنگ اسٹیشن سے وُولیٹڈ نمائش گاہ کو گیا۔ رات کا وقت نمائش گاہ بقعہ نور تھی ۔۔۔ لاکھ بجلی کے لیمپ جل رہے تھے۔ بڑی بھاری نمائش گاہ ہے۔ ایک لاکھ آدمی ہر روز اُسے دیکھنے کو آتا ہے۔ ہزارہا ہزار آدمی پھر رہے تھے۔ یہاں نمائش میں ایک ننگا گاؤں بنا ہوا تھا۔ میں اندر تو گیا۔ باہر دروازہ پر کھڑا تھا ایک شخص پکار رہا تھا کہ آؤ کالے بچوں کو اُن کی ماؤں کے ساتھ دیکھو۔ جو نمائش گاہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ایک جگہ میں نے دیکھا کہ چند انگریز ہندوستانیوں کی طرح پگڑیاں باندھے باجا بجا رہے ہیں۔

میں ہاتھیوں کا تماشا دیکھنے ٹکٹ لیکر احاطہ کے اندر گیا۔ وہاں بہت ہندوستانی مرد اور عورتیں تھیں۔ جو میرے ساتھ بڑے شوق سے ہندوستانی بولنے لگے۔ یہاں مجھے ڈاکٹر اور مسنز قابل گئے۔ ہاتھیوں کا پانی میں کودنا۔ جنگل کا شکار راجہ کی سواری بازی گروں کا تماشہ۔ چنگی گھسانا۔ عورتوں کا نال دینا۔ ہاتھیوں کا بوجھ اُٹھانا۔ ہندوستانی بازار عجیب نمائش تھی۔ وہ باتیں نمائش میں عجیب دیکھی گئیں۔ امریکہ میں جونس ٹاؤن میں طوفان کا آنا جو بجلی کے وسیلے پیدا کر کے دکھایا گیا اور دوسرا پہاڑی ریل کی سیر۔ یہاں سے میں پھر آکسفورڈ کو چلا گیا۔ میں ایک گھوڑا گاڑی میں سوار تھا۔ تو کوچوان مجھے کہنے لگا۔ کہ ہندوستان سے ایک سپاہی کی بیوہ یہاں آئی ہوئی ہے۔ اور ہمارے ہمسائے میں رہتی ہے۔ وہ دھوبن کا کام کرتی ہے۔ اُس نے ہم کو ہندوستان کا اتنا حال سنایا ہے گویا کہ ہم نے خود ہندوستان دیکھ لیا پھر میں مشن کالج دیکھنے کے واسطے ہائی برج کو گیا بڑا کالج ہے وہاں مجھے لاہور والے فلمی صاحب مل گئے اس کالج میں مشنری تیار کئے جاتے ہیں۔ اور ان کو ہر قسم کی دستکاری بھی سکھلائی جاتی ہے۔ اچھا انتظام ہے اُستاد اور شاگرد ایک ہی جگہ کھانا کھاتے ہیں۔ داور ہمارے ڈیونٹی سکولوں میں۔ گفتگو کرتے ہوئے ڈیوائن ہیلنگ کا جو ذکر آیا تو پرنسپل نے خوب مخالفت کی یہاں سے مجھے مسٹر ہرکشن لال بیرسٹر (لاہور) سے ملنے کو ایک ہوٹل میں جانا تھا جو یہاں سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر تھا چنانچہ میں وہاں گیا مگر وہ بھی تھکے وہاں نہ آئے تھے۔ پھر میں مسٹر عزیزالدین کے ہاں کشن کو چلا گیا۔ میں نے عزیزالدین سے پوچھا کہ آپ کو اپنے رشتہ داروں کے نام بھی یاد ہیں۔ فرمایا کہ یاد تو ہیں مگر گڑبڑی ہو جاتی ہے چنانچہ اُنہوں نے مجھے اپنے بھائی ڈاکٹر نجم الدین کے بچوں کے نام سُنا دیئے۔ یہاں سے میں مسٹر ڈوس (مشنری پنجاب) کے ملنے کو ورٹ فورڈ کو گیا۔ وہ مجھے اسٹیشن پر مل گئے۔ بڑی خاطر سے پیش آئے۔ کہنے لگے کہ پنجاب کی نسبت میں یہاں خوش ہوں۔ جن ہندوستان کے مشنریوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مسٹر مکنزی امرتسر میں مجھے بال بچے رکھنے نہ دیتے کبھی کہیں بھیجتے کبھی کہیں۔ کبھی کوئی زبان سیکھوں کبھی کوئی۔ کبھی سرحد کو بھیجیں کبھی ملتان کو۔ لاچار میں یہاں چلا آیا یہاں دو سو پچاس پونڈ سالانہ مجھے تنخواہ ملتی ہے۔ بال بچے مفت میں تعلیم پاتے ہیں۔ باقی دارشتہ۔

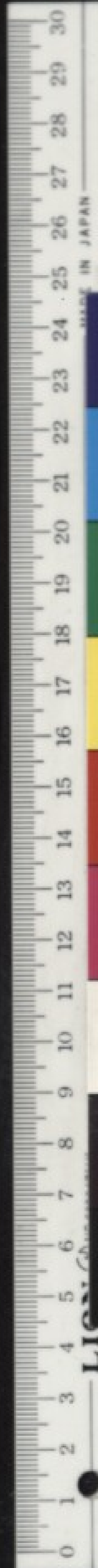
وارث الدین نکلسن فیلڈ ۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء

بے چینی کا علاج

چند سال کا عرصہ گزرا کہ ایک بڑا متمول اور اعلیٰ خاندان کا فرانسیسی امیر انگلستان میں ایک ایسے طبیب سے معالجہ کرانے آیا جو دماغی بیماریوں کے علاج کرنے میں شہرۂ آفاق تھا۔ اُس کے خاندان کے سب لوگ چھوٹے سے لیکر بڑے تک اُسے بہت پیار کرتے تھے اور اُس کے دوست آشنا اُس کے نہایت شائق تھے۔ بنابریں اُس کی خوشی ظاہرا کمال کے درجہ تک پہونچ گئی تھی لیکن کیا وہ حقیقت میں خوش تھا۔ نہیں۔ کیونکہ ایک ایسی پریشانی اُس کو لاحق تھی جو نہ تو خانگی اتحاد اور نہ اُس کا مال اُسکو دور کر سکتا تھا۔ اس کے دوست و آشنا اُس کی یہ حالت دیکھکر ہراساں ہوئے اور اُن کی صلاح سے اُس نے بہت سے طبیبوں کا علاج کروایا۔ اُن حکیموں نے اُسے ہوا کی تبدیلی۔ علم موسیقی کا سننا اور مجلس آرائی کی صلاح دی۔ لیکن ان سب سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ بیشک اس موقعہ پر اس کے ایک دلی دوست نے اسکو انگلستان میں جانے اور مذکورہ بالا طبیب کا معالجہ کرانے کی صلاح دی۔ اس پر وہ امیر بہت جلد متفق ہوگیا۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد وہ اس طبیب کے گھر حاضر ہوا حکیم نے بہت سے سوال کئے نبض دیکھی اور خوب غور و خوض سے ملاحظہ کیا اور پھر اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

طبیب۔ تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے میں تمہارے جسم کی حالت میں ایسی کوئی بات معلوم نہیں کر سکتا جو تمہارے غم و بے چینی پر جسکی تم شکایت کرتے ہو دلالت کرے۔

مریض۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ یہ پریشانی و غم میری عقل کو ضائع کر رہی ہے اور قریب ہے کہ میں دیوانہ ہو جاؤں



اگر تم سے میری مدد ہو سکتی ہے تو میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ میرے معالجہ میں کوئی بھی دقیقہ باقی نہ چھوڑو۔"

طبیب: "شاید تم کو کسی بڑی چیز کے حاصل کرنے کی حد سے زیادہ خواہش ہے۔

مریض: "نہیں ڈاکٹر صاحب مجھے اعلیٰ چیزوں کے حاصل کرنے کی بالکل خواہش نہیں۔ چونکہ میرا حال میری خواہشوں اور میری ضروریات سے بڑھکر مجھے مہیا کرتا ہے۔"

طبیب: "شاید آپ کسی خانگی تکلیف یا کسی مرگ کے غم کے شکار ہو رہے ہو۔"

مریض: "نہیں جناب چین و امن میرے گھر میں سلطنت کرتے ہیں اور میرے خاندان میں کوئی مرگ واقع نہیں ہوئی۔"

طبیب: "کیا آپکا کوئی دشمن ہے؟"

مریض: "جہاں تک مجھے علم ہے میرا کوئی دوشمن نہیں۔"

طبیب: "کون سے مضمون پر آپ اکثر غور کرتے رہتے ہیں؟"

مریض: "آپ اس معاملہ تک اب پہونچینگے جس کا ذکر کرنا مجھے ناگوار معلوم دیتا ہے۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں ایک ملحد ہوں اور میری رائے میں مذہبی رسومات دلیل اور عقل کے برخلاف ہیں میں مکاشفہ پر ایمان نہیں رکھتا تاہم میں اقرار کرتا ہوں کہ اسکا ایک اصول میرے دل پر کالنقش فی الحجر ہو رہا ہے۔ میں اپنے آپ کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ میرے دماغ میں خلل ہونے کا سبب ہو تاہم یہ اصول میرے دل سے نہیں نکلتا۔"

طبیب: "کیا آپ مہربانی سے بتا سکتے ہیں کہ وہ کیا اصول ہے؟"

مریض: "قیامت کا نظارہ متواتر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزوں کا انجام آ پہونچا ہے میں دیکھتا ہوں کہ خدا تختِ عدالت پر متمکن ہے اور میں اُس کے چہرہ سے جس سے داد گستری ٹپکتی ہے۔ ہیبت زدہ ہوں میں اُس کے دل کے دیکھنے والی آنکھ سے چھپا چاہتا ہوں لیکن نہیں چھپ سکتا اُس کی آنکھ سب جگہ موجود ہے۔ ہر لحظہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھ پر فتوے لگاتا ہے کہ اے مردود ہمیشہ کی آگ میں جلنے کیلئے میرے سامنے سے دور ہو۔"

طبیب: "کس چیز نے آپ کو اس فتوے سے ہیبت زدہ کیا ہے؟"

مریض: "انسان کے سامنے میری زندگی بالکل پاک و صاف ہے۔ لیکن اُس قادرِ مطلق کے جلال کے سامنے میرے عمدہ سے عمدہ اعمال حسنہ ذرا بھی وقعت نہیں رکھتے میں مجرم ہوں اور مجھ پر فتوی لگ گیا ہے۔"

طبیب: "کیا اس پریشانی و غم کا یہی سبب ہے جسکی آپ شکایات کرتے ہو؟"

مریض: "بیشک یہی ہے یہ خوفناک نظارہ ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔"

طبیب: "میرے پاس ایک پرانی کتاب ہے جس میں تمہاری بیماری کا علاج مندرج ہے اور یہ کہکر وہ اُٹھا اور ایک الماری کے پاس گیا جس میں سے اس نے ایک کتاب نکالی جو بہت مستعمل معلوم دیتی تھی۔ اُس نے چند ورق اُلٹ کر وہ کتاب اس امیر کو دی اور کہا کہ مفصلہ ذیل سطور باواز بلند پڑھو۔ اور وہ آیات یہ تھیں۔

"تمہارے پیغام پر کون اعتقاد لایا۔ اور خداوند کا بازو کس پر ظاہر ہوا۔ وہ آدمیوں میں بے نہایت ذلیل اور حقیر تھا وہ مرد غمناک اور رنج کا آشنا ہوا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے۔ اس کی تحقیر کیگئی۔ اور ہم نے اُس کی کچھ قدر نہ جانی۔"

یہاں وہ ٹھہر گیا۔ اور پوچھنے لگا۔

مریض: "یہ آیات کس کی بابت ہیں؟"

طبیب: "یہ آیات خدا کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی بابت ہیں جسکو اس نے اس دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اپنی موت کے باعث ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو۔"

پھر کچھ اور پڑھا۔

"یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر اُٹھایا۔ پر ہم نے اس کا یہ حال سمجھا کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔ پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھایل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کیلئے اُس پر سیاست ہوئی۔ تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے تھے۔ ہم سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی۔" یہاں وہ پھر ٹھہر گیا اور یوں سوال کیا۔

مریض: "ڈاکٹر صاحب اس کا کیا مطلب ہے؟"

طبیب: "اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے بیٹے نے گنہگاروں کی جگہ لی۔ اور اُن کی سزا اپنے اُوپر لی۔"

مریض: "جناب کیا یہ ممکن ہے کہ بےگناہ گنہگاروں کے لئے اپنی جان دے؟"

طبیب: "تھوڑا اور پڑھو۔"

"وہ تو نہایت ستایا گیا اور غمزدہ ہوا تو بھی اُس نے اپنا منہہ نہ کھولا۔"

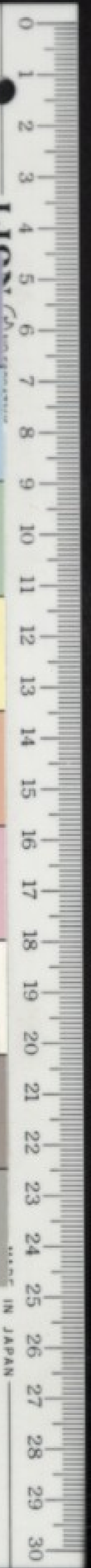
"اُس نے اپنی جان میرے کفارہ کے لئے دی اور گناہگاروں کی جگہ لی۔"

"ایذا دے کے اور اس پر ظلم کر کے وہ اسے لیگئے پر کون اُس کے زمانہ کا بیان کریگا؟ کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا۔ میرے گناہوں کے لئے اُس پر مار پڑی۔"

یہاں پر وہ امیر ٹھہر گیا اور یوں مخاطب ہوا۔

مریض: "ڈاکٹر صاحب مجھے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ خدا کی کیا ہی بڑی محبت ہے۔ اور اُسکے بیٹے کی محبت بے مثال ہے۔ میں اب قیامت سے نہیں ڈرتا۔ میری سزا مسیح نے برداشت کی۔"

طبیب: "بیشک جو آپ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیں۔ وہ خود کہتا ہے کہ تم ہمیشہ کی زندگی پاؤ گے۔"



خود ہی پڑھ لو۔

اُس نے امیر کو یوحنا کی انجیل کا پانچواں باب نکال کر چوبیسویں آیت پڑھنے کو کہا۔ اور وہ یہ آیت تھی۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں وہ جو میرا کلام سنتا ہو اور اُس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور اس پر سزا کا حکم نہیں بلکہ موت سے گذر کر وہ زندگی میں پہونچا ہے"۔

امیر نے اُس وقت سچائی کو قبول کیا اور ایک نیا آدمی بنکر ڈاکٹر سے جدا ہوا۔ شکرگزاری سے لبریز ہوکر وہ اس گھر سے روانہ ہوا اور مصمم ارادہ کر لیا کہ آیندہ کو ہمیشہ خداوند یسوع مسیح کے لئے جس نے سب صاحبان کے گناہوں کیلئے جان دی زندگی بسر کرونگا۔

محمود حسن شاہ سینٹ جانس کالج آگرہ۔

انتخاب اخبارات

سیاح کا اعزاز

یورپ میں کیوں لوگ علمی تحقیقاتوں کے لئے جان کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور طرح طرح کی صعوبتیں اُٹھانے سے نہیں گھبراتے۔ اس لئے کہ کامیاب ہونے کی صورت میں کوئی نئی ایجاد یا نئی دریافت کرنے کی حالت میں۔ ان کی قوم۔ ان کی گورنمنٹ اور تمام مہذب دنیا ان کو آنکھوں پر بٹھا لیتی ہے اور مالا مال کر دیتی ہے حال کا ہی ذکر ہے کہ ایک سویڈن سیاح ڈاکٹر سیون ہیڈن جو تبت کے سفر سے علم جغرافیہ کے متعلق جدید معلومات بہم پہونچا کر واپس آئے ہیں اور جنہوں نے چند ماہ گذرے شملہ پر حضور وائسرائے اور چند چیدہ افسروں کے سامنے اپنی سیاحت کا مختصر حال بیان کیا تھا، ۱۰ ماہ حال کو اپنے وطن مالوف میں پہونچے۔

تمام وزرائے سلطنت بندرگاہ پر ان کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ خلقت نے ایک بادشاہ یا سپہ سالار کی طرح ان کا خیر مقدم کیا۔ خاص شاہی گاڑی ان کی سواری کیلئے حاضر تھی جس میں سوار ہوکر وہ بازاروں سے گذرے بازار بڑے تکلف سے شاہی محل تک جھنڈوں اور جھنڈیوں سے آراستہ کئے گئے تھے۔ دربار شاہی میں حاضر ہونے پر شاہ سویڈن نے طبقہ شمالی ستارہ کی گرانڈ کروس کا اعزاز بہت بڑی عزت سے عطا کیا۔ عالموں کی اس طرح قدر کیجائے تو کیوں نہ علم کی ترقی ہو۔ آبزرور

شاہ ایران

پر روس اور انگلستان برابر زور ڈال رہے ہیں کہ پارلیمنٹ قائم کئے بغیر امن نہ ہوگا اور جب رعایا سے وعدہ کیا ہے تو پورا کرنا چاہئے۔ مگر شاہ کجکلاہ کوئی نہ کوئی بہانہ کر دیتے ہیں۔

تازہ خبر یہ ہے کہ روسی وزیر خارجہ نے برٹش سفیر کے سامنے ایک یادداشت پیش کی ہے کہ شاہ ایران کے یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ وضع قوانین کے لئے ایک پارلیمنٹ صاف صاف اصولوں پر قائم کرنی چاہئے۔ اس یادداشت میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایران کا خزانہ چونکہ خالی ہے اسلئے قرضہ کا انتظام کرنا بہت ضروری ہے اور اس لئے شاہ کا فرض ہے کہ کوئی ایسی پولیٹیکل سسٹم منظور کریں جس سے استحکام امن کی طمانیت ہو سکے اور بڑی بڑی طاقتوں کے قائمقاموں سے ایران کے انتظام میں بطور صلاحکاروں کے مشورہ لینا ضروری ہے۔ ایک روسی اخبار لکھتا ہے کہ اس یادداشت کے متعلق برطانیہ کی منظوری پہلے ہی حاصل کر لی گئی ہے۔

پایۂ تخت روس میں تار خبر پہونچی ہے کہ شاہ پرست لوگ تبریز کا محاصرہ کر رہے ہیں۔ (ر)

برٹش گورنمنٹ اور مسٹر روزویلٹ

امریکہ کے پریسیڈنٹ مسٹر روزویلٹ نے جو دنیا کے نہایت چیدہ مدبر تسلیم کئے جاتے ہیں میتھوڈسٹ ایپسکوپل کے افریقین چرچ کی پنجاہ سالہ جشن جوبلی پر یورپین قوموں کی بے نظیر ترقی کا ذکر کرتے ہوئے مثال کے طور پر الجیریا میں فرنچ حکومت، فلپائن میں امریکن حکومت اور ہندوستان میں برٹش حکومت کی خوبیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ ہندوستان میں برٹش حکومت کی کامیابیاں رومائی سلطنت کے بڑے بڑے کارناموں سے بڑھکر ہیں نقص کا امکان تو ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ گذشتہ دو صدیوں کے اندر یورپین نسل کی قوم کی یہ نہایت ہی عظیم الشان اور قابل تعریف شریفانہ کامیابی ہے۔

زمانہ حال میں شخصی حکمرانوں کیلئے شان و شوکت کے ساتھ زندگی بسر کرنا جبکہ عام لوگ ظالمانہ حکومت کے نیچے مصیبت میں گرفتار ہوں اب ممکن نہیں ہے۔ اب عوام الناس کی حالت بہت بہتر ہے۔ اگر ہندوستان سے انگریزی حکومت اُٹھالی جائے تو بدامنی اور خونریزی اور لوٹ مار کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ تمام کمزور اور محنتی اور مطیع قانون لوگ لٹ جائیں اور انواع واقسام کے ظلم وستم کا شکار ہو جائیں۔

بدامنی، خونخواری، اور بدروشی اور ابتری کے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلے۔ نوع انسان کا ہر ایک سچا حامی خواہ تسلیم کریگا کہ برٹش حکومت ہندوستان کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے اور تہذیب کے لئے قابل فخر ہے اور ہر شخص اس کے استحکام اور استقلال کے لئے مطمئن ہوگا۔ (ر)

پیشہ وروں سے حقارت

ایک نامہ نگار مشرق رقمطراز ہے کہ آج یہ نتیجہ ہوا کہ اب تک ہم صنعت و حرفت میں ترقی نہ کر سکے اور اسی وجہ سے ہماری بہت سی صنعتیں معدوم ہو گئیں۔ اور ہنوز وہی وطیرہ قائم ہے جس سے بہت سے اہل پیشہ اپنے پیشوں کو الوداع کہتے رہتے ہیں چنانچہ بہت سے جولاہوں نے اپنے معزز پیشہ کو اسی وجہ سے ترک کر دیا اور اپنے سر سے زربافی کا خطاب ہٹانے کی غرض سے انگریزوں کی ملازمت یعنے باورچی گری اور خدمتگاری کا جو حقیر پیشے کہے جانے کے

مستحق ہیں بخوشی قبول کرلیا میرے خیال میں گر اندازہ کیا جائے تو ان ملازمت پیشہ جولاہوں کی تعداد ۹۰ فیصدی سے کم نہ نکلیگی بریں حالات اگر کوئی شخص ان سے متعلق ذات کچھ دریافت کرے تو وہ کبھی اپنے کو جلاہا کہنا گوارا نہیں کرتے کہ شاید کہیں کمی عزت کا باعث نہ ہو۔ کچھ جولاہوں ہی پر منحصر نہیں۔ بلکہ عموماً نجار۔ معمار۔ آہنگر۔ سبھی نے اپنے اپنے پیشوں کو کچھ ایسا حقیر سمجھا کہ سبھی نے صنعت پر ملازمت کو ترجیح دی اور جو بعض پڑھ لکھ گئے وہ تو اور بھی منحرف ہوئے حتی کہ پانچ روپیہ کی تنخواہ ہی میں غلامی کرنا بہتر خیال کیا۔ اور جس کو وہ اب تک باعث فخر سمجھتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ ضرور خیال رکھتے ہیں کہ مبادا ان کی ذات کا راز کسی پر آشکارا نہ ہو جائے۔ اب اس حالت پر نظر کرتے ہوئے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود اہل پیشہ اپنے پیشوں سے متنفر ہوتے ہوئے کیا کچھ ترقی کر سکتے ہیں۔ بار کہیں گے ان کے متنفر ہونے کی یہی وجہ ہوئی کہ ہمارے ملکی بھائیوں نے کبھی ان کو عزت کی نگاہ سے نہ دیکھا بلکہ ہمیشہ اُن کو اور اُن کے پیشوں کو رذیل تصور کرتے رہے پھر بھلا ان کو کب گوارا تھا کہ وہ رذالت کا طوقان اپنے سر لیتے اب تا وقتیکہ ہمارے برادران ملک سے یہ لغو اور اوچھے خیال دور نہ ہونگے ہم کو انکی ترقی کی کم اُمید کرنی چاہیے۔ (ر)

سمالی لینڈ کے ملا

کچھ عرصہ ہوا کہ خبر آئی تھی کہ سمالی لینڈ کا ملا سرکار انگریزی کے دوست داروں قوموں کے ۲۰ ہزار اونٹ لوٹ کر لیگیا۔ اور کچھ آدمی قتل کر گیا۔ گورنمنٹ کا ارادہ ملا سے جنگ کرنے کا نہیں ہے کیونکہ جب جنگ ہوگی وہ حسب عادت اندرونی علاقہ میں بھاگ جائیگا۔ تاہم ساحل کی برٹش چوکیوں کو مضبوط کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ۳۰۰ مشرقی افریقہ کے سپاہی اور ۳۰۰ ہندوستانی جمعیت باربرا میں پہونچ گئی ہے اور مزید جمعیت افریقن رائیفلز کا ایک اور دستہ پہونچنے والا ہے۔ (ر)

اٹلی کے زلزلہ میں سپاہیوں نے جس جانفشانی سے لوگوں کو مکانات کے ملبہ کے نیچے سے نکالنے اور اُن کی خبر گیری کرنے میں مدد دی ہے نہایت قابل تعریف ہے ہمارے ملک معظم کے برادر عزیز ہز رائل ہائینس ڈیوک آف کناٹ بھی مسینا تشریف لے گئے تھے تاکہ مصیبت زدگاں کی مدد کریں حضور ممدوح اب مالٹا کو واپس آگئے ہیں مسینا میں جو دردناک حالات آپ کی نظر سے گزرے وہ دل ہلانیوالے ہیں اس نظارہ سے آپ کے دل پر بڑا اثر ہوا حضور نے فرمایا جس قسم کی تباہی اور بربادی ہوئی ہے وہ خیال میں ہی نہیں آسکتی جبتک کہ کوئی خود آنکھوں سے جاکر نہ دیکھے۔ آپ نے اپنی جیب خاص سے مصیبت زدگان کو روپیہ تقسیم کیا اور جو سپاہی مکانوں کے نیچے سے دبے ہوئے آدمیوں کو نکال رہے تھے ان کو شاباش دی اور اپنی ہمدردی اور خلق سے اُن کا حوصلہ بڑھایا یہ ہیں شہزادوں کے اصلی کام جس کی وجہ سے شاہی خاندان انگلستان کی تمام دنیا مداح ہے۔ (ر)

لارڈ منٹو کی صاحبزادی لیڈی وائیولیٹ ایلیٹ کی شادی لارڈ لینسڈون کے صاحبزادہ لارڈ چارلس فٹز مارس کے ساتھ ۲۰ جنوری کو کلکتہ میں ہوئی قیمتی تحائف کا کچھ شمار نہ تھا۔

پنجاب اور صوبجات متحدہ میں صرف اگر ہلکی بارش ہوئی ہے۔ باقی تمام ملک میں بارش کی بہت ضرورت ہے۔

مسٹر ہنکنگ اب تین مقدمات بم سازی کی تحقیقات کرینگے۔ ایک مقدمہ میں تین طلبا پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک مدرسہ لیبوریٹری سے بم بنانے کے لئے کیمیاوی مسالے چرائے

خاندان ٹیگور کی ملکیت کے مندر سے ایک موتی ۲۰۷۶۲ روپیہ کے قیمتی زیورات کے چوری گئی تین ملزم ماخوذ ہیں۔ ۲ ہزار کے زیورات برآمد ہوگئے ہیں۔

آنریبل مسٹر دادا بھائی نوروجی کے سوال کے جواب میں سر ہاروی ایڈمسن نے کونسل میں جواب دیا کہ ہندوستان کی کونسلوں کی اصلاح کے متعلق پارلیمنٹ کے آئندہ سیشن میں ایک مسودہ قانون پیش ہوگا۔ اس کے پاس ہونے سے پہلے کوئی عملدرآمد نہیں ہوسکتا۔

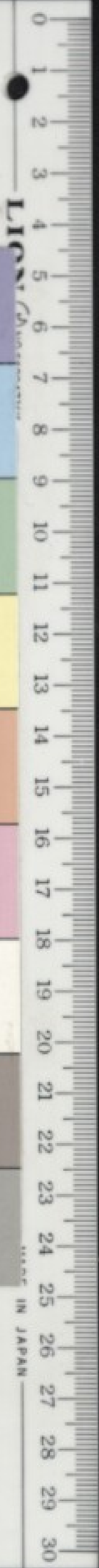
دہلی کے لالہ فقیر چند تاجر اشیائے ہاتھی دانت نے ملک معظم کا ایک بت ہاتھی دانت کا تیار کیا ہے۔ سر لوئی ڈین اس کو ہز مجسٹی کی خدمت میں روانہ کرینگے۔

شو لال ہیم کی پھانسی کی تاریخ پہلے ۱۱ جنوری مقرر کی گئی تھی۔ مگر بدل کر ۲۲ جنوری مقرر ہوئی نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے اس کی اپیل نامنظور فرمائی ہے۔ مگر حضور وائسرائے نے تا حال کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک پادری ہر روز اس کے پاس جاتا ہے۔ اور شو لال ہیم اب تک اُس سے اپنی بے گناہی بیان کر رہا ہے گو وہ قتل کی دوسری وارداتوں کا اقبال کر رہا ہے جن سے ایک وہ ہے کہ دو سال گزرے ایک یوروپین ریل گاڑی میں سے لائن پر گری ہوئی پائی گئی تھی۔

۱۹۰۸ء کے پہلے آٹھ ماہ کے اندر ہندوستان کی بحری تجارت درآمد ۸۹ کروڑ روپے بمقابلہ ۸۰ کروڑ روپے سال ماسبق کے تھی اور تجارت برآمد ۹۵ کروڑ بمقابلہ ایک ارب ۲۴ کروڑ سال ماسبق کے تھی۔

ٹیٹا گڑھ کے بلوہ کے جرم میں ۱۳ مسلمانوں پر ۲ سے ۱۶ روپے تک جرمانہ ہوا۔

سمرنا میں ۱۹ جنوری کو سخت زلزلہ محسوس ہوا تونیا میں بعض مکانات گر گئے اور تین آدمی ہلاک ہوئے۔



غزل

ہمارے روز ہوتے ہیں ختم آہستہ آہستہ
طرف دریائے عرفاں ہیں قدم آہستہ آہستہ

خیالوں میں نہیں آتی کہ دنیا چند روزہ ہے
اگرچہ ہوتے ہیں لاکھوں عدم آہستہ آہستہ

ہماری لے خبر جلدی کہ ہم ہیں جاں بلب عیسیٰ
ہماری جاں پہ بڑھتے ہیں ستم آہستہ آہستہ

مدد ہم کو ضروری ہو تری یارب کہ چلتے ہیں
تری جانب ہمارے ہیں قدم آہستہ آہستہ

ترے سایہ میں ہو راحت ہماری خستہ روحوں کی
دفع ہوتے ہیں سب رنج والم آہستہ آہستہ

خدایا کردو قائم کریں کچھ تیری خاطر بھی
کہ جبتک ہو رواں قالب میں دم آہستہ آہستہ

الٰہی جلد لا وہ دن کہ سب دیکھیں ترے بندو
جہاں پہ تیرا لہراتا علم آہستہ آہستہ

عزیز اب چاہو تو رب سے رہے ہردم رواں تیرا
ثنا و حمد میں اُس کی قلم آہستہ آہستہ

خاکسار مُنالال عزیزؔ - از وہیرہ وون -

سُرگم

نیتی سا سا سارے رے گا گا ما ما پا - او دوانی
تیم نادانی - تا دانی نادر سُندر نادر سُندر
نادارے دُور مُرتا تا
(دگنا مطابق سرگم)
موری آشنا پربھو یسوع ہیں سدا قُلقُلی عظیم یاہ
قُلانی قُلانی نادر سُندر نادر سُندر نادری اوم نسا
نیتی سیوک سرن بیکرا - تو دانی ہیم تو دانی
تو دانی دا ور سُندر دا ور سُندر دا ور

حی القیوم خدا
میٹھی میٹھی باتیں انگبین بھرا حقانی حلیم
شاہ حقانی - حقانی قادر سُندر قادر سُندر
قادر معصوم ربنا

کورس معہ اول ریختی (د تواریخ ۱۶ باب)

ساری قوموں تم ربہی کو جانو
اُسی کا زور اور قوت بھی مانو
کرو بزرگی واحد رب کی
اور معبودوں کو کچھ نہ جانو
حُسن تقدس سے سجدہ کرو تم
اُس کے حضور میں ہدیے گذرانو
اُس کے حضور میں ہو شادمانی
خوشی کرو سب آسمانو - ٹو
قوموں میں کہنا وہ ہے عدالت
حمد و ثنا کرو اس کی جوانو
وہی ہے سب اور وہی محمود ہو
حمد کرو سارے اُسکے گھرانو
باجے بجاؤ رب کی حمد گاؤ
ساری بزرگی ربہی کی مانو

رسید زر

ریڈنگ روم دہ	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مسٹر ایس - اے الگزنڈر	سنہ ۱۹۰۸ء	عہ ۸/
منشی محمد شاہ	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
پادری جے - ایم - ڈین	"	عہ ۸/
ڈاکٹر برخوردار خاں	"	عہ ۸/
مسٹر نظام الدین خان	"	عہ ۸/
مسٹر پیارے لعل - شاکر	"	عہ ۸/
مسٹر کالیداس شوچی	"	عہ ۸/
پادری - ایچ گریز	"	ے ۸/
ڈاکٹر - ایس کے برمن	اشتہار	صہ ۸/
پادری کے - سی - چیٹرجی	"	للعہ ۱۲/
بابو علیم الدین	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مسٹر اے سالومن	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مسٹر ایم - شیفنس	"	عہ ۸/
ڈاکٹر اے - جے ہارڈی	اشتہار	عہ ۴/
مسٹر ایل فرانسس	سنہ ۱۹۰۷ء	عہ ۸/
مسٹر ڈیوڈ جہانگیر	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مسٹر جے - چارلس	"	عہ ۸/
مسٹر کشن داس	"	عہ ۸/
مسٹر ٹی - سمتھ	"	عہ ۸/
پنڈت بہاری لعل	"	ے ۸/
پادری حاکم سنگھ	"	عہ ۸/
مسٹر جیٹھا بھائی بھجابھائی	سنہ ۱۹۰۸-۹ء جولائی تک	عہ ۸/
مسٹر این - تھیاس	"	صہ
مسٹر ڈیڈ کے پال	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
پادری پی - بی - اوپل ۳ کاپی	سنہ ۱۹۰۹ء	معہ
منشی کھیتر اہل	"	عہ ۸/
پادری ضور خاں	"	عہ ۸/
ایچ - ٹامس	اشتہار	عہ
مسٹر کہانجی پریما بھائی	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مس حلیم	اشتہار	عہ ۴/
پادری طالب مسیح	سنہ ۱۹۰۸ء	عہ ۸/
ڈاکٹر ایم - بی - کارلٹن	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
مسن انگلین	اشتہار	عہ
مس ایم - ایل - وائیلی	سنہ ۱۹۰۹ء	عہ ۸/
منشی جمال الدین	"	عہ ۸/
بابو ٹوی سنگھ	"	عہ ۸/
مس ایم - ایل - میرس	"	عہ ۱۲/
سردار بوٹا سنگھ	"	عہ ۸/
مسٹر میراج	"	عہ ۸/
پادری گنتر لعل	"	عہ ۸/
پروفیسر میا سنگھ	اشتہار	سنہ ۳۷ ۸/

اشتہارات

ضروری اطلاع

حسب معمول اپنے اور اپنے خریداروں کے فایدے اور آسانی کیلئے ہم فروری کے پہلے ہفتے کا اخباران صاحبوں کے نام جن کا ۱۹۰۹ء کا چندہ وصول نہیں ہوا وی پی بھیجیں گے وی پی کے بھیجنے اور وصول کرنے میں بے عزتی نہیں بلکہ آسانی ہے منی آرڈر کرانے کی تکلیف اُٹھانی نہیں پڑتی جن صاحبوں کو کسی وجہ سے وی پی لینے سے انکار ہو وہ اس اطلاع کو پڑھتے ہی فوراً بذریعہ پوسٹ کارڈ خبر دیں خبر نہ دینے کی صورت میں پیکٹ کے لینے سے انکار کرنے پر خواہ مخواہ محصولڈاک کا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔

المشتہر

مینجر نور افشاں

انڈین سٹینڈرڈ

(پریسبٹیرین کلیسیائے ہند کا انگریزی رسالہ)

ایڈیٹر پادری نرینگ اشیکرافٹ ایم اے راجپوتانہ۔

سٹینڈرڈ پریسبٹیرین بنیاد پر تمام ہندوستانی کلیسیاؤں کے اتحاد کا حامی ہے اس میں مشن کے کام کے متعلق ہر پہلو پر آزادانہ طور پر رائے زنی کی جاتی ہے ہر ایک مشنری کو اس کا خریدار ہونا چاہئے۔

ہر مہینہ اجمیر میں سکاٹش مشن انڈسٹریز کمپنی میں شایع ہوتا ہے قیمت عہ سالانہ معہ محصول ڈاک۔

کولا ٹانک

کولا طاقت بڑھاتا ہے خواہ کمزوری محنت کم خوابی یا عمر کی زیادتی کی وجہ سے بدن کمزور ہو گیا ہو تو کولا کا استعمال کرو اس سے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے کولا دماغ کو بڑھاتا ہے پہلے گھنٹوں کی سواری پیدل چلنا پانی کی کثرت ہیچ گولا [illegible] اور خیال وغیرہ کاموں میں پہلے کولا پیو تم جلدی نہیں تھکوگے بھول چوک دھڑکن اور کلیجے کی کمزوری میں جہاں تھوڑے سے چلنے سے آدمی [illegible] رات کو جاگنا [illegible] جان کو کولا پینا چاہئے اس سے رات کو جاگنے کی حرارت اور کمزوری نہیں ہوتی شراب چھوڑانے کی دوا ہو خبر کہ بہیوں کو دور کرنے میں کولا اکسیر ہے اگر شراب زیادہ پی ہو تو ایک خوراک پوری خوراک کولا کی پی کر سوجاوے نیند بھی آ جاویگی جاگتے [illegible] طبیعت زیر بیگی سر کا درد جگر طبیعت کی سستی چہرہ کا بھاری پن آنکھوں کی سرخی درد کی گرمی ایک دم میں مٹ جاتی ہے کچھ دنوں تک کولا کے استعمال سے شراب سے نفرت ہو جاتی ہے شراب کی خرابی کا علاج طبیعت اور بدن کی کمزوری نہیں ہوتی ہے حقیقت میں یہ شراب چھوڑانے کی عمدہ دوا ہو کوکے سوا سے افیون کی چھوٹ جاتی ہے کولا پینے والوں کی مقدار کم کرتے جایئے کچھ دنوں میں بغیر کسی قسم کی تکلیف کے گولی چنڈو وغیرہ کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور ان چیزوں پر نفرت ہونے لگتی ہے ۴۳ خوراک کی ایک شیشی قیمت عہ [illegible] محصول ۵ر

المشتہر [illegible] کے برمن نمبر ۶ [illegible] راجندر اسٹریٹ کلکتہ۔

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دونوں اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کی خاطر شایع ہوتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے تمام درخواستیں بنام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

پریسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ ولیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۷ برس میں اس فنڈ نے ۸ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۸۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے

رپورٹ نئے پراسپکٹس (اردو انگریزی) میں مینیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر جے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۲ر
ہندوستان پنجاب معہ " ۲ ۸ر
باہر سے ۳ ۸ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاویگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۲ ۸ر	۳ ۸ر	ے
چوتھائی کالم	۳ ۸ر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سعہ
پورا کالم	عہ	سعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کیلئے فی سطر ۲ر مابعد کے لئے فی سطر ایک پیسہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ دیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ
" " " " معہ " ۶ر
قیمت ۸ کاپی سبق سنڈے سکول ۱ر

[illegible]

ہیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑبال غبار سبل ککرے [illegible] ابتدائی موتیا بند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ عام لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کیلئے کافی ہے صرف دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرے کا فی ماشہ بیس روپیہ صدی [illegible] خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ہیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے

المشتہر پروفیسر میا سنگھ آہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ پروفیسر میا سنگھ صاحب آپکے سفید سرمے سے ایک شخص کو جس کی آنکھ میں ناخنہ ہوگیا تھا بہت فائدہ ہوا یہ شخص چند ڈاکٹروں کا علاج کرکے مایوس ہو چکا تھا براہ مہربانی ایک تولہ سفید سرمہ اعلیٰ قسم بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیجئے۔

راقم مہاراجہ شمشیر جیت پرتاب بہادر سہائے صاحب بہادر والئی ریاست ہتھوا۔ گورکھپور۔

۲۔ میں نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ نے بنایا ہے آپ خود اور بہت بیماروں پر استعمال کرکے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت مفید اور آنکھوں کی تمام بیماریوں کے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا گیا جن کی آنکھوں میں ذرا بھی کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنیکی سفارش کرتا ہوں ہر طرح پر مفید اور فائدہ بخش ثابت ہوگا پانی آنے دھند و خارش وغیرہ چشم کیواسطے تمام انگریزی ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوا ہے اور سچ مچ آپ نے اس قدر سستے داموں پر یہ سرمہ ایجاد کرکے ملک اور قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے اس کا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ ضرور ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے ایسے سرمے سے فیضیاب ہوکر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھ کی بیماریوں سے نجات حاصل کریں۔

راقم پنڈت گنگا رام صاحب اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر والئی ریاست رامپور

۳۔ جناب سردار صاحب جو پیکٹ سرمہ ہیرے بغرض تجربہ آپ نے میرے پاس بھیجا تھا اس کو میں نے اپنے چند مریضوں پر استعمال کیا بہت پسند آیا میری رائے میں آپکا ایجاد شدہ سرمہ ہر قسم کی سوزش چشم اور کمزوری نظر اور دور کرنے کیلئے نہایت ہی مفید ہے اس وقت تک میں نے انہی بیماریوں کے مریضوں پر خاص کر استعمال کیا ہے۔ اور آئندہ جن بیماریوں میں مفید ہوگا ان کی نسبت بعد کو لکھونگا۔

راقم ڈاکٹر لچھمن پرشاد صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ و ایڈیٹر میڈیکل جرنل آگرہ۔

۴۔ جناب پروفیسر میا سنگھ تسلیم میں نے آپ کے یہاں سے سفید ہیرے کا سرمہ منگواکر استعمال کیا حد درجہ فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہوگئی۔ آپ کا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے۔ بصارت کو طاقت بخشتا ہے۔ تیسرے دن فائدہ معلوم ہوجاتا ہے واقعی یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسلئے میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بڑھکر آنکھ کیلئے اور کوئی دوائی نہیں ہے۔

راقم مہاراج کنور چھترپال سنگھ صاحب بہادر والئی ریاست [illegible] اودھ۔

۵۔ جناب من تسلیم نیاز چونکہ آپ کا سرمہ بہت سے آنکھوں کے مریضوں پر استعمال کرنے سے مفید ثابت ہوا ہے اس واسطے اور ایک تولہ سفید ہیرے کے سرمہ کی ضرورت ہے بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجکر مشکور فرمادیں۔

راقم ڈاکٹر ولی احمد سول سرجن شفاخانہ [illegible] علاقہ حیدرآباد دکن۔

پانچ ہزار روپیہ کا انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب تیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ کا انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی مطلب کیلئے مارچ ۱۹۰۹ء سے جمع کیا گیا ہے۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کیلئے لودیانہ مشن پریس میں زیر اہتمام وائلی برادرز کے چھپا اور شائع ہوا

